

مفکر، عقیدے اور عمارتیں

ثقافتی ارتقا

(تقریباً 600 قبل مسیح سے 600 عیسوی تک)



5266CH04

چوتھا
موضوع

اس باب میں ہم لگ بھگ ہزار سال کے طویل سفر پر نکل رہے ہیں اور ہمیں اُن مفکرین یا فلسفیوں اور ان کی ان کوششوں کے بارے میں کچھ پڑھنا ہے جو انھوں نے اپنی اس دنیا کو سمجھنے کے سلسلے میں کیں جس میں وہ رہ رہے تھے۔ ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ ان کے افکار و تصورات کو کس طرح زبانی اور تحریری شکل دی گئی اور فن تعمیر اور بت تراشی (اسکپچر) میں کس طرح ظاہر کیے گئے۔ یہ چیزیں ان مفکرین کے عوام پر دیرپا تاثرات کی مظہر ہیں۔ گو کہ ہماری توجہ خاص طور پر بدھ مت پر مرکوز رہے گی مگر یہ بات بھی ذہن میں رہنا ضروری ہے کہ یہ روایت تنہا ہی نہیں ابھری۔ بہت سی اور روایات بھی تھیں جن میں سے ہر ایک دوسرے سے مکالمے اور مباحثے میں مشغول تھی۔



شکل: 4.1

ساچی کی بت تراشی کا ایک نمونہ

انتہائی دلچسپ اور ولولہ انگیز خیالات، عقاید و نظریات اس دنیا کی تعمیر نو یا بازیافت کے لیے مورخ جو ذرائع استعمال کرتے ہیں، اُن میں بدھ مت، جینی اور برہمنی متن شامل ہیں۔ ان کے ساتھ وہ وسیع اور موثر مادی باقیات کا خزانہ ہے جو مختلف یادگاروں اور کتبوں کی شکل میں موجود ہے۔ اس زمانے میں بہترین طور پر محفوظ کی گئی یادگاروں میں سے ایک ساچی کا استوپ ہے، جس پر اس باب میں ہماری توجہ خاص طور پر مرکوز رہے گی۔

1۔ ساچی کی ایک جھلک

شکل: 4.2

شاہ جہاں نیگم

انیسویں صدی میں ساچی

ریاست بھوپال کی سب سے حیرت انگیز قدیم عمارتیں بھوپال کے شمال مغرب میں لگ بھگ 20 میل دور پہاڑ کی گھاٹی میں ایک چھوٹے سے گاؤں ساچی کا ناکیٹرا (کن کھیڑا) میں واقع ہیں، جن کو آج ہم نے دیکھا۔ ہم نے بت تراشی اور بدھ کے مجسموں اور ایک دروازے کا معائنہ کیا... یہ کھنڈرات یورپی افراد کے لیے بہت دلچسپی کا سبب محسوس ہوئے۔ میجر الیکزینڈر کننگھم نے اس کے اطراف میں کئی ہفتے قیام کیا اور ان کھنڈرات کو بہت احتیاط اور سنجیدگی سے دیکھا۔ انہوں نے ان مقامات کی تصویریں (ڈرائنگ) تیار کروائیں، کتابت کو حل کیا (پڑھا)۔ ان گنبدوں کے نیچے تک ٹنگ (’شیفٹس‘) کھودے۔ ان تحقیقات کے نتائج کو ایک انگریزی کتاب میں بیان کیا... شاہ جہاں نیگم نواب بھوپال (حکومت 1868 تا 1901) کی کتاب ’تاج الاقبال تاریخ بھوپال‘ (مترجمہ ایچ۔ ڈی۔ بارسٹو، 1876ء سے ماخوذ



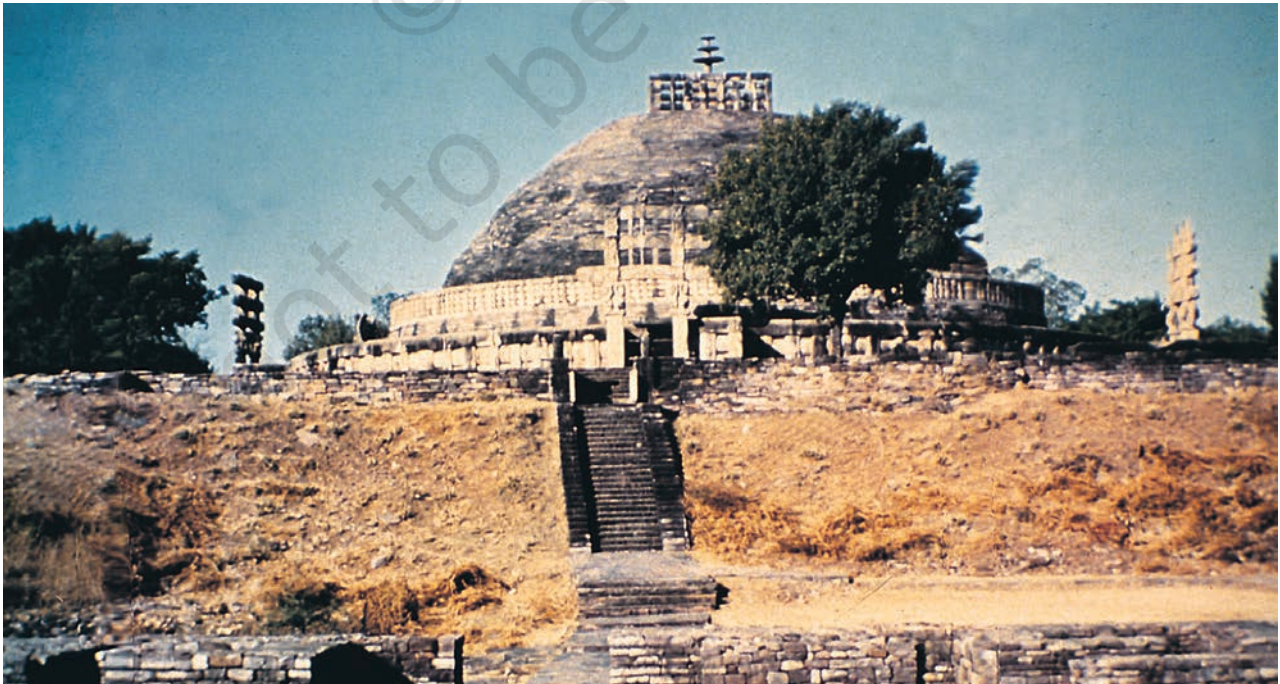
انیسویں صدی کے یورپی لوگ سانچی کے استوپ میں بڑی گہری دلچسپی لے رہے تھے، بلکہ فرانسیسیوں نے تو سب سے محفوظ حالت والے بت مشرقی دروازے کو یہاں سے لے جا کر فرانس کے میوزیم میں سجانے کی اجازت کی درخواست بھی شاہجہاں نیگم سے کی تھی۔ کچھ عرصے تک کچھ انگریز بھی یہی کرنا چاہتے تھے، مگر خوش نصیبی سے دونوں، فرانسیسی اور انگریز، اس کی بہت احتیاط سے تیار کی گئی پلاسٹر کاسٹ، نقلوں سے ہی مطمئن ہو گئے اور اصلی دروازہ اپنے مقام پر ہی رہا، جو ریاست بھوپال کا حصہ تھا۔

بھوپال کی حکمران شاہجہاں نیگم اور ان کی جانشین سلطان جہاں نیگم نے اس قدیم تاریخی مقام کے تحفظ کے لیے روپیہ دیا۔ ظاہر ہے، پھر اگر جان مارشل نے سانچی پر اپنی اہم کتابوں کو سلطان جہاں سے معنون کیا تو کوئی حیرت نہ ہونی چاہیے۔ انھوں نے ان جلدوں کی اشاعت کے لیے بھی مالیت فراہم کی۔ اس لیے اگر استوپ کا مکمل علاقہ اب تک باقی اور محفوظ ہے تو اس میں کچھ بروقت دانشمندانہ فیصلوں، ریلوے ٹھیکیداروں کی نظر بد سے محفوظ رہ جانے اور ان لوگوں کی دست برد سے بچے رہنے کی خوش نصیبی کو کچھ کم دخل نہیں ہے جو یہاں کی ہر دریافت کو یورپ کے میوزیم کی زینت بنانے کے لیے یہاں سے لے جانا چاہتے تھے۔ اہم ترین بدھ مراکز میں سے ایک مرکز ہوتے ہوئے سانچی نے ابتدائی بدھ مت کے بارے میں ہماری سمجھ اور فکر میں بڑی تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ آج یہ آثار آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا کی بنیادی آثار قدیمہ بازیافت اور تحفظ کی کامیابی کے ایک واضح ثبوت کے طور پر وہاں موجود ہیں۔

شکل: 4.3

سانچی کا عظیم الشان استوپ

اگر آپ ٹرین سے دہلی سے بھوپال تک سفر کریں تو آپ کو یہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر شاہانہ عظمت کے تاج کی طرح رکھا نظر آئے گا۔ اگر آپ گاڑ سے درخواست کریں تو وہ سانچی کے چھوٹے سے اسٹیشن پر دومنٹ کو گاڑی ٹھہرا بھی دے گا۔ اترنے کے لیے اتنا وقت کافی ہے۔ جب آپ پہاڑی پر چڑھتے ہیں تو آپ کو عمارتی ڈھانچوں کا ایک جال سا نظر آتا ہے۔ ایک اونچا ٹیلا اور دوسرے آثار یا یادگاریں، جن میں پانچویں صدی کا تعمیر شدہ ایک مندر شامل ہے۔



گفتگو کیجیے:

شاہجہاں بیگم نے جو کچھ بیان کیا ہے، اور جو آپ شکل 4.3 میں دیکھ رہے ہیں، ان کا موازنہ کیجیے۔ آپ کو ان میں کیا مماثلتیں اور فرق نظر آتے ہیں؟

ماخذ: 1

اگنی سے ایک پرارتھنا

اگنی سے ایک پرارتھنا یہ رگ وید کے دو اشلوک ہیں جو آگ کے دیوتا کے لیے دعائیں ہیں۔ اس دیوتا کے سامنے قربانیاں پیش کی جاتی تھیں تاکہ دوسرے دیوتاؤں تک پہنچا جاسکے، ”پیش کر دے۔ اے طاقتور! ہماری اس قربانی کو دیوتاؤں کے سامنے۔ اے وہ کہ جو دانشمند ہے، دینے میں فراخ دل ہے، ہمیں عطا کر، اے پجاری! وافر غذا، اے اگنی، حاصل کر قربانی سے ہمارے لیے زبردست دولت حاصل کر لے،

اے اگنی، سدا بہار اس کے لیے جو تیری پوجا کرے غذا (کا تحفہ)، لا جواب گائے، اولاد، جو ہماری نسل آگے بڑھائے... اس قسم کے اشلوک خاص قسم کی سنسکرت میں نظم کیے گئے تھے۔ انہیں پجاری خاندانی کے لوگوں کو زبانی یاد کرایا جاتا تھا۔

۷ قربانی کے مقاصد کی فہرست بنا -

مگر اس قدیم یادگار کی اہمیت کیا ہے؟ یہ ٹیلا (ماؤنڈ) کیوں بنا تھا، اس میں کیا رکھا گیا تھا؟ اس کے چاروں طرف پتھر کا جنگلا کیوں ہے؟ کس نے اس پورے علاقے کو تعمیر کروایا یا کس نے اس کے اخراجات ادا کیے؟ اس کی ’باز یافت‘ کب ہوئی؟ ہم سانچی پر ایک کافی دلچسپ اور پرکشش کہانی اب دوبارہ سن سکتے ہیں، مگر اس کے لیے ہمیں متنوں، بت تراشی کے نمونوں، طرز تعمیر اور کتبوں سے حاصل ہونے والی معلومات کو یکجا کرنا پڑے گا۔ ہم ابتدائی بدھ روایات کے پس منظر کی تلاش سے اس کی ابتدا کرتے ہیں۔

2۔ پس منظر

قربانیاں اور مباحث

قبل مسیح دور میں پہلے ہزارے کے درمیانی حصے کو عام طور پر انسانی تاریخ کا ایک اہم موڑ مانا جاتا ہے۔ اس دور میں ہمیں مفکرین ابھرتے نظر آتے ہیں جیسے ایران میں زرتشت (Zarathustra) چین میں کونگ زی، سقراط، افلاطون، اور ارسطو یونان میں؛ اور مہاویر اور گوتم بدھ ہندوستان میں۔ انہوں نے وجود کے رازوں یا پھیلیوں اور بنی نوع انسان اور نظام کائنات کے درمیان رشتوں کو سمجھنے کی کوشش کی۔ یہی وہ وقت تھا جب وادی گنگا میں (باب 2-3) نئی نئی حکومتیں اور شہر ابھر رہے تھے اور مختلف طریقوں سے وہ لوگوں کی سماجی اور معاشی زندگی میں تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔ ان مفکرین نے اس ارتقا اور ان تبدیلیوں کو بھی سمجھنے کی کوشش کی۔

2.1 قربانی کی روایت

کچھ پہلے سے قائم فکری روایتیں، مذہبی عقاید اور عمل چلے آ رہے تھے جن میں ابتدائی ویدی روایت بھی شامل تھیں، جو رگ وید سے ماخوذ تھیں جسے تقریباً 1500 سے 1000 قبل مسیح دور میں نظم کیا گیا تھا۔ رگ وید مختلف قسم کے دیوتاؤں کی تعریفی مناجاتوں (بھجن) پر مشتمل ہے جن میں خصوصی طور پر اگنی، اندر اور سوم شامل ہیں۔ ان میں سے بہت سی مناجاتوں کو قربانی ادا کرنے کے دوران دوہرایا جاتا تھا اور لوگ مویشیوں، بیٹوں، اچھی صحت، طویل عمر وغیرہ کے لیے دعائیں مانگتے تھے۔

شروع میں قربانیاں اجتماعی ہوتی تھیں۔ کچھ بعد میں (تقریباً 1000 سے 500 قبل مسیح اور آگے) کچھ قربانیاں خاندان کے سربراہ پوری گھریلو اکائی کی خوشحالی اور بہتری کے لیے ادا کرنے لگے۔ اس سے زیادہ باضابطہ منظم قربانیاں، جیسے راجہ سو یا، اور اشومیدھ، سردار اور بادشاہ کروایا کرتے تھے جو ان رسوم کی ادائیگی کے لیے برہمن پجاریوں پر منحصر رہتے تھے۔

2.2 نئے سوالات

اپنشدوں میں پائے جانے والے بہت سے تصورات (تقریباً چھٹی صدی قبل مسیح دور اور آگے) سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ زندگی کے معنوں یا مقصد، موت کے بعد زندگی کا امکان، دوسرے جنم جیسے مسائل کے لیے متحسں تھے۔ کیا موجودہ زندگی پچھلے عملوں کی وجہ سے ہے؟ ایسے سوالات پر جوش و خروش

سے بحث جاری تھی۔ مفکرین آخری یا بحر حقیقت کو سمجھ لینے اور بیان کرنے کے لیے کوشاں تھے۔ دوسرے، ویدی روایتوں سے باہر والے، پوچھتے تھے کہ کوئی واحد اور حتمی حقیقت ہے بھی یا ہے ہی نہیں! لوگوں نے قربانی کی روایت پر بھی قیاس آرائیاں شروع کر دی تھیں۔

2.3 مباحثے اور بات چیت

ہمیں بودھ متوں سے گرم مباحثوں اور پرجوش گفت و شنید کی جھلک ملتی ہے۔ ان متوں میں 64 مسلکوں یا مکتب فکر کا ذکر ملتا ہے۔ استاد یا گورو اپنے فلسفے کی صداقت، یا جس انداز میں وہ دنیا کو سمجھتے تھے، اسے ایک دوسرے کو باور کرانے اور عام لوگوں کو سمجھانے کے لیے جگہ جگہ کا سفر کرتے تھے۔ 'کٹاگرہ مثلاً'۔ لفظی معنوں کے اعتبار سے ایک کیلی چھت والی جھونپڑی۔ یا باغوں میں بحشیں منعقد ہوتی تھیں۔ انھیں باغوں میں مسافر اور راہب ٹھہرا کرتے تھے۔ اگر کوئی فلسفی اپنے مد مقابل کو ہم رائے یا متفق کرنے میں کامیاب ہو جاتا تھا تو مؤخر الذکر کے ماننے والے بھی اس کے شاگرد ہو جاتے تھے۔ اس طرح کسی مسلک کی حمایت کا دائرہ وقتاً فوقتاً پھیلتا سکڑتا رہتا تھا۔

ان میں سے بہت سے گوروؤں نے جن میں مہاویر اور بدھ دونوں شامل تھے، ویدوں کی سند یا فکری اختیار پر سوال اٹھائے تھے۔ وہ انسان کی اپنی ذاتی شخصیت پر بھی زور دیتے تھے۔ یعنی مرد یا عورت اپنے اس دنیاوی وجود کی کشمکشوں اور صعوبتوں سے کتنی پالینے کی کوشش کر سکتے تھے۔ ظاہر ہے یہ برہمنی موقف سے بالکل متضاد صورت حال تھی، جس میں فرد کا وجود اس کی مخصوص ذات یا صنف پر منحصر مانا جاتا تھا۔

ماخذ: 2

اپنشد کے اشلوک

نیچے چند وکیہ اپنشد سے دو اشلوک دیے جا رہے ہیں جس کا متن تقریباً چھٹی صدی قبل مسیحی دور میں نظم ہوا تھا۔

اپنے وجود کی ماہیت

میرے دل میں میرا یہ وجود، دھان، جو، سرسوں یا باجرے، یا بیج کے پھلکے سے بھی چھوٹا ہے۔ میرے دل میں میرا یہ وجود اس زمین سے بڑا ہے، اس درمیانی خلا سے بڑا ہے، اس آسمان سے بڑا ہے اور ان دنیاؤں سے بڑا ہے۔

بچی قربانی

یہ (ہوا) جو چلتی ہے، یقیناً یہ ایک قربانی ہے... یہ جب چلتی ہے تو ان سب کو پاک کر دیتی ہے: اس لیے یقیناً یہ قربانی ہے۔

بودھ متن کس طرح تیار ہوئے اور محفوظ کیے گئے؟

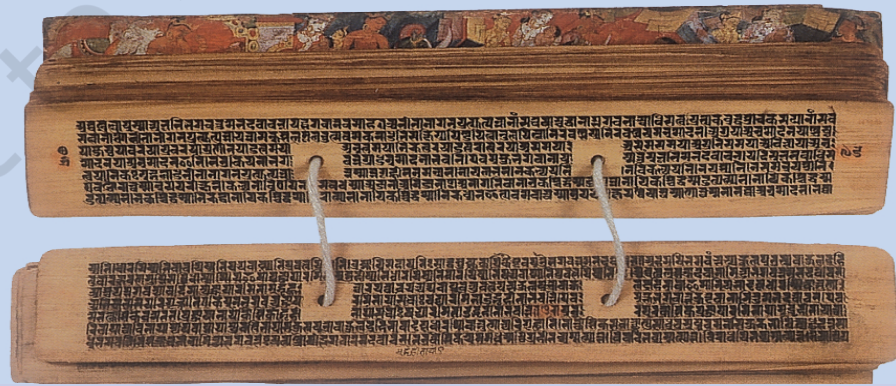
بُدھ (اور دوسرے گورو) زبانی پڑھاتے تھے۔ گفتگو اور مباحثوں کے ذریعے مرد اور عورتیں (شاید بچے بھی) ان جلسوں میں شریک ہوئے اور جو کچھ سنتے اس پر گفتگو کرتے۔ بدھ کی کوئی تقریر ان کی زندگی میں نہیں لکھی گئی۔ اُن کی موت (تقریباً پانچویں۔ چوتھی صدی قبل مسیح دور) کے بعد اُن کے شاگردوں میں ’بزرگوں‘ یا سینئر راہبوں کی ایک کونسل نے ویسالی (آج کے بہار میں) ویسالی کی جگہ پالی) ’پٹی ٹاکا‘۔ لفظی معنی: ’تین ٹوکریاں تین مختلف متنوں کو اٹھانے کے لیے‘ منتقل کی جاتی تھیں۔ پھر انہیں لکھ کر ان کی طوالت اور ان میں شامل موضوع و مواد کے اعتبار سے تقسیم کیا جاتا تھا۔

’وَنایا پٹک‘، ’سنگھ‘ یا خانقاہی تنظیم میں داخل ہونے والوں کے لیے قواعد و ضوابط شامل کیے گئے تھے۔ بدھ کی تعلیمات کو ’سُت‘ پٹک رکھا گیا تھا اور اُ بھی دھما پٹک کا نیاں فلسفیانہ مواد اکٹھا کیا گیا تھا۔ ہر ایک پٹک، متعدد الگ الگ متنوں پر مشتمل تھی۔ بعد میں ان متنوں پر بودھ علماء نے تو صنیحیں اور تفسیریں لکھیں۔

جیسے جیسے بدھ مت سری لنکا جیسے نئے علاقوں میں پہنچا دوسرے متن، جیسے ’دیپا وِسا‘ (لفظی معنی جزیرہ کارونا مچھ) اور ’مہا وِسا‘ (عظیم روزنامہ) لکھے گئے۔ بدھ کی سوانح حیات بھی شامل ہوئی تھی۔ ان میں کچھ سب سے پرانے متن پالی میں ہیں، لیکن بعد کی تالیفات سنسکرت میں ہیں۔

جب بدھ مت مشرقی ایشیا میں پہنچا تو وہاں سے بہت سے یا تری۔ جیسے چین سے فاسیان اور زوان رنگ متنوں کی تلاش میں ہندوستان آئے۔ یہ لوگ ان متنوں کو لے گئے اور ان کا عالموں نے ترجمہ کیا۔ ہندوستانی بودھ عالموں نے بھی دور دراز مقامات کا سفر کیا اور بدھ کی تعلیمات کا ان متنوں کے توسط سے پرچار کیا۔

صدیوں تک بودھ متن ایشیا کے مختلف حصوں کی خانقاہوں میں حفاظت سے رکھے رہے۔ ان متنوں کے جدید ترجمے پالی، سنسکرت، چینی اور تبتی زبانوں سے کیے گئے ہیں۔



شکل 4.4:

سنسکرت میں ایک بودھ مخطوطہ۔ تقریباً بارہویں صدی

جبریت کے معتقد اور مادہ پرست

”نیچے سٹ پٹک“ کا ایک اقتباس دیا جا رہا ہے جس میں مگدھ کے بادشاہ اُجات شتر اور بدھ کے مابین ایک گفتگو کا بیان ہے:

ایک بار بادشاہ اُجات شتر بدھ سے ملنے آیا اور ان سے ایک اور گور و مکھائی گوسالا کی بتائی ہوئی بات بیان کی۔

”گو کہ اُس میں نیکی سے، سمجھدار شخص کو امید رکھنی چاہیے..... اس کفارے سے مجھے کرم حاصل ہو جائے گا..... اور اسی ذریعہ سے ایک سمجھ کو توقع کرنی چاہیے کہ وہ رفتہ رفتہ اس ’کرم‘ سے چھٹکارا پا جائے گا، مگر ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں کر سکتا۔ راحت و رنج، جیسے یہ ہیں: سمسارا‘ (آواگون) کے دوران بدلے نہیں جاسکتے۔ نہ یہ کم کیے جاسکتے ہیں نہ بڑھائے جاسکتے ہیں... بالکل ایسے ہی جیسے دھاگے کے گولے کا چال ہوگا اگر اسے آخر تک کھلنے کے لیے چھوڑ دیا جائے، اسی طرح سمجھدار اور نا سمجھ دونوں یکساں طور پر اپنے اپنے راستے پر لگے رہیں گے اور دکھ پر خاتمہ ہوگا۔“

اور ایک فلسفی کیسا کمبالن نے جو کچھ بتایا وہ اس طرح ہے: ”ایسی کوئی چیز نہیں ہے، اے بادشاہ، بھیک، قربانی یا چڑھاوے... ایسا کچھ نہیں جیسے یہ دنیا یا اگلی دنیا...“

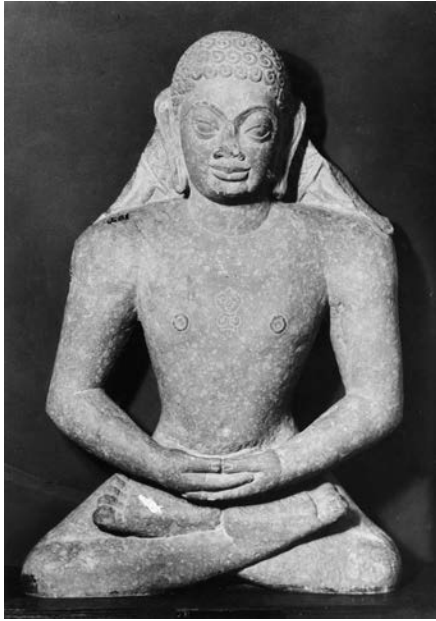
انسان چار عناصر سے بنا ہے۔ جب وہ مرتا ہے تو اس کا زمینی حصہ زمین کی طرف پلٹ جاتا ہے، سیال حصہ پانی کی طرف، حرارت آگ کی طرف اور ہوائی (یا بادی حصہ) ہوا کی طرف اور اس کی جس خلاء میں پہنچ جاتی ہے... تحفوں (چڑھاووں) کی بات نا سمجھوں کا اصول ہے۔ ایک کھوکھلا جھوٹ... نا سمجھ اور سمجھدار دونوں یکساں طور پر اچانک اٹھالیے جاتے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں۔ یہ موت کے بعد باقی نہیں رہے۔“

پہلا استاد اجیو کوں کی روایت سے تعلق رکھتا تھا۔ انہیں عام طور پر جبر کے عقیدے کا قائل کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہر چیز پہلے سے لکھی جا چکی ہے۔ دوسرا گورو لوکا تیتوں کی روایت کا معتقد تھا، جنہیں عام طور پر مادہ پرست مانا جاتا ہے۔ ان روایتوں کے متن باقی نہیں رہے ہیں۔ اس لیے ہم ان کے بارے میں صرف دوسری روایتوں کے توسط سے ہی کچھ جانتے ہیں۔

• کیا آپ کے خیال میں ان لوگوں کو جبریت کے معتقد یا ’مادہ پرست‘ کہنا مناسب ہے؟

گفتگو کیجیے:

جب کہ متن دستیاب نہ ہوں یا باقی نہ بچے ہوں۔
ایسی حالت میں تصورات اور عقائد کی تاریخیں بنانے
میں کیا مسائل درپیش ہوتے ہیں؟



شکل: 4.5

متھرا سے ایک تیرتھنکر کی مورتی تقریباً بیسویں صدی

3۔ دنیاوی خوشیوں سے پرے

مہاویر کا پیغام

جینیوں کا فلسفہ شمالی ہندوستان میں وردھمان کی پیدائش سے پہلے ہی جنھیں مہاویر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ چھٹی صدی قبل مسیحی دور میں موجود تھا۔ جین روایات کے مطابق مہاویر سے پہلے 23 گورو گزر چکے تھے جنھیں 'تیرتھنکر' کہا جاتا ہے، جس کے لفظی معنی ہیں وہ لوگ جو مرد اور عورتوں کی دریائے وجود کے پار ہمنائی کرتے ہیں۔

جین مت میں سب سے اہم تصور یہ ہے کہ پوری دنیا وحش حیات معمور ہے: پتھروں، چٹانوں، یہاں تک کہ پانی میں بھی زندگی ہے۔ ذی حیات چیزوں کو اذیت نہ دینا جین فلسفے کا مرکزی نکتہ ہے۔ خصوصاً انسانوں، جانوروں، پودوں اور حشرات الارض کو۔ یہ حقیقت ہے کہ جین مت کے بنیادی تصور، انہما نے ہندوستان کی مجموعی فکر پر اثر چھوڑا ہے۔ جین تعلیمات کے مطابق جنم اور دوبارہ جنم یا آواگون کا یہ چکر 'کرم' کی بنیاد پر چلتا ہے۔

'کرم' کے اس چکر سے چھٹکارا پانے کے لیے ترک لذات اور کفارے کو اپنانا ہوتا ہے۔ اور یہ صرف دنیا کو تھوڑے دینے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لیے مکتی یا نجات کے لیے راہبانہ زندگی ضروری ہے۔ جین راہب اور راہبائیں پانچ وچن لیتے تھے: قتل سے بچنا، چوری اور جھوٹ سے بچنا، تجربا، تجربا برہمنچریہ اپنانا، اور ملکیت رکھنے سے بچنا۔

ماخذ: 4

محل سے دور زندگی

جس طرح بدھ کی تعلیمات کو ان کے پیروؤں نے مدون کیا، اسی طرح مہاویر کی تعلیمات کو بھی اُن کے شاگردوں نے مرتب کیا۔ عام صورتوں میں یہ کہانیوں کی شکل میں ہوتی تھیں تاکہ یہ عام لوگوں کی توجہ اور دلچسپی حاصل کر سکیں۔ نیچے ایک مثال دی جا رہی ہے اسے اُتر ادھیان سوت نامی پالی متن سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح کملاوتی نامی ایک رانی نے اپنے شوہر کو دنیا کو تھوڑے دینے پر راضی کیا:

اگر ساری دنیا اور اس کے سارے خزانے بھی تمہارے ہو جائیں تب بھی تمہیں سیری نہیں ہوگی اور نہ ہی یہ تمہیں بچالینے میں کامیاب ہوں گے۔ جب تم مرو گے، اے راجا، اور یہ سب کچھ پیچھے چھوڑ جاؤ گے اس وقت صرف دھمہ ہی تمہیں بچائے گا، اور کچھ نہیں۔ جیسے کسی چڑیا کو پنجرہ اچھا نہیں لگتا، مجھے بھی (یہ دنیا) پسند نہیں ہے۔ میں راہبوں کی زندگی گزاروں گی، بغیر اولاد کے، بغیر خواہش کے، بغیر منافع (حصول) سے محبت کے، بغیر نفرت کے...

وہ جنھوں نے خوشیاں یا راحت حاصل کر کے انھیں تھوڑے دیا ہے، وہ ہوا کی طرح (آزاد) پھرتے ہیں، اور جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں، بے روک ٹوک، جیسے چڑیا اپنی اڑان میں...

اپنی بڑی حکومت چھوڑ دو... جو تمہارے حواس کو لذت پہنچائے اسے تھوڑے دو۔ بے لوث اور بے ملکیت ہو جاؤ، پھر شدید کفارہ کے کام کرو، اپنی طاقت پر مضبوطی سے جتے ہوئے...

رانی کی دی ہوئی دلیلوں میں کون سی دلیلیں سب سے زیادہ قائل کرنے والی ہیں؟

گفتگو کیجیے:

کیا اکیسویں صدی میں 'اہنسا' مناسبت رکھتی ہے؟

رفتہ رفتہ چین مت ہندوستان کے بہت سے حصوں میں پھیل گیا۔ بودھوں کی طرح چین عالموں نے بھی مختلف زبانوں میں ادب کا ایک بڑا خزانہ پیدا کر دیا۔ پراکرت، سنسکرت اور تمل میں۔ صدیوں تک یہ مخطوطے مندروں سے ملحق لائبریریوں میں پوری احتیاط کے ساتھ محفوظ رہے۔

کچھ قدیم ترین جری بُت تراشی کے نمونے، جو مذہبی روایات سے تعلق رکھتے ہیں، وہ چین تیرتھنروں کے معتقدین کے ہی تیار کردہ ہیں، اور اب پورے برصغیر میں مختلف مقامات سے دریافت کیے جا چکے ہیں۔



4۔ بدھ اور گیان کی تلاش

شکل: 4.6

چودھویں صدی کے چین مخطوطے کا ایک صفحہ

اپنے دور کے سب سے مؤثر گورو بدھ تھے۔ صدیوں تک ان کا پیغام پورے برصغیر میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک اور اس سے آگے بڑھ کر وسط ایشیا سے گزرتا ہوا چین، کوریا اور جاپان، اور سری لنکا کے توسط سے سمندر پار میاں مار، تھائی لینڈ اور انڈونیشیا تک گردش کرتا رہا۔

ہم بدھ کی تعلیمات کے بارے میں کن ذرائع سے معلومات حاصل کرتے ہیں۔ ان کی تشکیل تو مذکورہ بالا بودھ متنوں کے ترجمے، تجزیے اور بہت احتیاط سے ان کی ایڈیٹنگ کے بعد کی گئی ہے۔ مؤرخین نے ان کی زندگی کی تفصیلات کا کانا نہ بنانے کے لیے 'ہیگیو گرافیوں' (مذہبی لوگوں کی سوانح عمریاں) سے بھی مدد لینے کی کوشش کی ہے۔ ان میں سے زیادہ تر، اس عظیم گورو کی یادگاری تفصیلات کو محفوظ کرنے کی کوشش کے طور پر، ان کے کم سے کم سو سال بعد لکھی گئی تھیں۔

ان روایات کے مطابق، سدھارتھ، جوان کی پیدائش پر ان کا نام رکھا گیا تھا، ساکیا خاندان کے سردار کے بیٹے تھے۔ ان کی پرورش زندگی کی تلخ ترش حقیقتوں سے بالکل محفوظ محل کے پرسکون

کیا آپ رسم الخط پہچان سکتے ہیں؟

'ہیگیو گرافی' (Hagiography) سادھو سنتوں یا مذہبی رہنماؤں کی سوانح ہوتی ہے۔ یہ سوانح عام طور پر اس سنت کی کامیابیوں کی قصیدہ خوانی کرتی ہیں اور ضروری نہیں کہ لفظ بہ لفظ صحیح ہوں۔ یہ اس لیے اہم ہوتی ہیں کہ ان سے اس مخصوص روایت کے پیروکاروں کے عقائد کا علم حاصل ہوتا ہے۔

کے سردار کے بیٹے تھے۔ ان کی پرورش زندگی کی تلخ ترش حقیقتوں سے بالکل محفوظ محل کے پرسکون سائے میں ہوئی۔ ایک دن انھوں نے اپنے رتھبان کو شہر لے جانے پر مجبور کیا۔ دنیا میں ان کا یہ پہلا سفر خاصا دہشتناک رہا۔ انھیں جب ایک بوڑھا، ایک بیمار، اور ایک لاش نظر آئی تو وہ بے حد پریشان ہو گئے۔ اس وقت انھیں احساس ہوا کہ انسان کے جسم میں ٹوٹ پھوٹ اور پھر بالکل خاتمہ ناگزیر ہے۔ انھوں نے ایک بے گھر بھکاری کو بھی دیکھا جو، انھیں لگا، کہ بڑھاپے، بیماری اور موت کو تسلیم کر چکا ہے اور اس میں اسے سکون مل گیا ہے۔ سدھارتھ نے طے کیا کہ وہ بھی یہ راستہ اختیار کر لیں گے۔ جلدی ہی، انھوں نے محل چھوڑ دیا اور خود اپنی حقیقت کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

شکل: 4.7

امراوتی (آندھرا پردیش) سے (لگ بھگ دوسری صدی عیسوی) بت تراشی نمونہ۔ بدھ کا اپنے محل سے رخصت ہونے کا منظر

سدھارتھ نے متعدد طریقے اپنائے جس میں اپنے جسم کو اذیت دینا بھی شامل تھا، جس سے وہ لگ بھگ موت کی حد تک پہنچ گئے۔ ان شدید قسم کے طریقوں کو چھوڑ کر انھوں نے مراقبہ کا طریقہ اپنایا اور آخر انھیں کئی دن بعد بصیرت یا گیان حاصل ہو گیا۔ اس کے بعد سے وہ 'بدھ' بصیرت یافتہ کہلائے جانے لگے۔ زندگی کا باقی حصہ انھوں نے 'دھم' یا نیک زندگی، کی تعلیم دینے میں گزارا۔



گفتگو کیجیے:

اگر آپ بدھ کی زندگی کے بارے میں نہ جانتے ہوتے تو کیا آپ بتا سکتے تھے کہ اس بت تراشی نمونے میں کیا ظاہر کیا گیا ہے؟

5۔ بدھ کی تعلیمات

بدھ کی تعلیمات کی تشکیل بنیادی طور پر 'سٹاپٹا' میں پائی جانے والی کہانیوں سے کی گئی ہے۔ حالانکہ کچھ کہانیوں میں ان کی معجز نما طاقتوں کو بھی بیان کیا گیا ہے مگر دوسری کہانیوں سے اظہار ہوتا ہے کہ بدھ لوگوں کو اپنی مافوق الفطرت طاقتوں کے اظہار کے بجائے اپنی دلیلوں کے ذریعے اور سمجھا بوجھا کر قایل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ مثال کے طور پر جب ایک غم کی ماری ماں، جس کا بچہ مر گیا تھا، ان کے پاس آئی تو انھوں نے اس کے بچے کو زندہ واپس لے آنے کے بجائے اسے موت کی ناگزیر صورت کا قایل کیا۔ یہ کہانیاں لوگوں کی عام بول چال کی زبان میں بیان کی جاتی تھیں تاکہ انھیں آسانی سے سمجھا جاسکے۔

بدھ فلسفے کے مطابق دنیا عارضی یا فانی (اُنکا) ہے اور ہر وقت بدلتی رہتی ہے۔ یہ بے روح 'ایٹا' بھی ہے کیونکہ اس میں کوئی چیز مستقل اور ہمیشہ باقی رہنے والی نہیں ہے۔ اس عارضی دنیا میں غم (دُکھ) انسان کے وجود کا فطری یا لازمی جز ہے۔ شدید کفارے اور عیش کوشی کے درمیان ایک معتدل راستے کو اپنا کر ہی بنی نوع انسان ان دنیاوی صعوبتوں سے اوپر اٹھ سکتا ہے۔ بدھ مت کی بالکل ابتدائی شکلوں میں خدا کے ہونے نہ ہونے کا سوال بے محل تھا۔

بودھ سماجی دنیا کی تشکیل کو اُلٹا ہی بنیاد کی بجائے انسانی بنیاد پر مبنی مانتے تھے۔ اسی لیے وہ بادشاہوں اور گہا پتیوں (باب 2 بھی ملاحظہ ہو) کو انسان دوستی اور اچھے اخلاق کا مشورہ دیا کرتے تھے۔ انفرادی کوششوں سے سماجی رشتوں میں تبدیلی پیدا ہو جانا متوقع تھی۔

ماخذ: 5

بدھ مت: عملی روپ میں

یہ 'سُت پٹک' سے ایک اقتباس ہے اور اس میں سگالا نامی ایک دولت مند کو بدھ کے دیے ہوئے مشورے کو بیان کیا گیا تھا۔

پانچ طریقوں سے کسی مالک کو اپنے نوکروں اور خدمتگاروں کی دیکھ بھال کرنی چاہیے... ان کی طاقت کے مطابق اُن کو کام سونپ کر، انہیں کھانا اور اُن کی تنخواہیں دے کر، بیماری کے وقت اُن کی خبر گیری کر کے، لذیذ اور اچھے کھانوں میں انہیں شریک کر کے اور موقع بہ موقع انہیں چھٹی دے کر...

ہم قبیلہ لوگوں کی پانچ طریقوں سے 'ساماناؤں' (وہ لوگ جو دنیا کو ترک کر چکے ہیں) اور برہمنوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا چاہیے: عمل، تقریر اور دماغ میں اُن کے لیے محبت رکھ کر، اُن کے لیے گھر گھلا رکھ کر اور اُن کی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کر کے۔ سگالا کے لیے ایسی ہی ہدایات اس کے والدین، استاد اور بیوی کے ساتھ سلوک کے سلسلے میں بھی ہیں۔

• بتائیے، والدین، استاد اور بیوی کے لیے کیا ہدایات ہوں گی۔

گفتگو کیجیے:

سگالا کو دیے گئے بدھ کے مشورے اور اشوک
کے اپنی رعایا کو دیے گئے مشورے کا موازنہ
کیجیے (باب 2) کیا آپ کو ان میں کچھ
مماثلتیں یا فرق محسوس ہوتے ہیں؟

آؤ گون کے چکر سے چھٹکارے، اور خود افروزی (اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا احساس) اور 'نہاں' لفظی معنی انا اور خواہش کو کچل ڈالنا۔ ان کیفیتوں کے حصول کے لیے خود فرد کی اپنی صلاحیت اور کوشش اور نیک اعمال پر زور دیتے تھے۔ اسی سے ان لوگوں کے تکلیفوں اور بے چینیوں کے چکر کا خاتمہ ہو سکتا تھا، جو دنیا کو چھوڑ چکے ہوں۔ بودھ روایتوں کے مطابق اپنے معتقدین سے ان کے آخری لفظ تھے 'خود اپنے لیے چراغ بن جاؤ چونکہ تم سب کو اپنی مکتی کے لیے کام کرنا ضروری ہے۔'

6۔ بدھ کے ماننے والے

جلدی ہی بدھ کے شاگردوں کا ایک اجتماع قائم ہو گیا اور انھوں نے ایک 'سنگھ' قائم کیا۔ یہ راہبوں کی ایک تنظیم تھی جو خود 'دھمہ' کے استاد بن گئے۔ یہ راہب بڑے سیدھے سادے انداز میں زندگی گزارتے تھے۔ جینے کے لیے صرف لازمی چیزیں ان کی ملکیت ہوتیں۔ جیسے عام لوگوں سے دن میں ایک بار کھانا جمع کرنے کا پیالا۔ چونکہ یہ لوگ خیرات پر زندگی گزارتے تھے اس لیے انھیں 'بھکچھو' کہا جاتا تھا۔

شروع شروع میں سنگھ میں شامل ہونے کی اجازت صرف مردوں کو تھی، پھر بعد میں عورتوں کو بھی اجازت دے دی گئی۔ بودھ روایتوں کے مطابق یہ صورت بدھ کے عزیز ترین شاگردوں میں سے ایک آنند کی سفارش سے ممکن ہو سکی۔ انھوں نے ہی بدھ کو عورتوں کو سنگھ میں شامل کر لینے پر راضی کر لیا۔ بدھ کی سوتیلی ماں مہا پچا پتی گوتمی وہ پہلی عورت تھیں جنھیں 'بھکچھو' کا خطاب عطا کیا گیا۔ 'سنگھ' میں داخل ہونے والی بہت سی عورتیں 'دھمہ' کی استاد ہوئیں اور آگے بڑھ کر 'تھیرس' بن گئیں۔ یعنی وہ محترم خاتون جس نے 'مکتی' حاصل کر لی ہو۔

بدھ کے معتقدین سماج کے مختلف درجوں یا حصوں سے آئے تھے۔ ان میں بادشاہ، دولت مند اور 'گہا پتی' شامل تھے۔ اس میں کمتر درجوں کے عام لوگ، کام گار، غلام، دستکار وغیرہ بھی شامل تھے۔ جب ایک بار سنگھ میں داخل ہو گئے تو پھر سب برابر مانے جاتے تھے اور 'بھکچھو' یا 'بھکچھونی' ہونے کے بعد وہ اپنی تمام پرانی سماجی شناختوں کو محو کر دیتے تھے۔ سنگھوں کی داخلی کارکردگی 'گاناؤں' اور 'سنگھوں' کی روایات پر مبنی تھی، جہاں گفت و شنید کے بعد اتفاق رائے حاصل کیا جاتا تھا۔ اگر اتفاق رائے ممکن نہ ہوتا تو پھر اس مسئلے پر رائے شماری (ووٹ) کے ذریعے فیصلہ کیا جاتا تھا۔

بدھ مت نے بدھ کی زندگی میں بھی اور ان کے بعد بھی بہت تیزی سے ترقی کی، کیونکہ یہ بہت سے ایسے لوگوں کے لیے تاثر اور دلکشی پیدا کرتا تھا جو اس وقت کی موجودہ ہی رسوم و عمل سے غیر مطمئن تھے اور اپنے ارد گرد رونما ہونے والی تیز رفتار سماجی تبدیلیوں سے پریشان تھے۔ پیدائش کی بنیاد پر برتری کی بجائے فرد کے عمل اور اس کے اقدار کو دی جانے والی

پانی لانے والی ایک عورت، (متھرا) تقریباً تیسری
صدی عیسوی دور

تھیری گاتھا

یہ ایک انوکھا بودھ متن ہے جو ست پٹک کا حصہ ہے۔ یہ بھکھونیوں کے نظم کردہ اشعار کا مجموعہ ہے۔ یہ عورتوں کے سماجی اور روحانی تجربات پر نگاہ ڈالنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔
'پٹا' ایک 'دامنی' یا غلام ہر صبح اپنے مالک کے گھر کے لیے دریا سے پانی بھرنے جاتی تھی۔
اُسے وہاں ہر روز ایک برہمن اشراف کی روایتیں پوری کرتا نظر آتا تھا۔ ایک صبح اس نے برہمن سے بات کی۔ نیچے پٹا اور برہمن کے درمیان مکالمے کو، جسے پٹا نے نظم کیا ہے، دیا جا رہا ہے:

میں ایک پانی ڈھونڈنے والی ہوں

سردیوں میں بھی

میں ہمیشہ دریا تک نیچے آتی رہی ہوں

سزا کے خوف سے

یا اعلاذات کی عورتوں کے غضبناک لفظوں سے (ڈر کر)

مگر برہمن! تمہیں کاہے کا ڈر ہے؟

جو تمہیں نیچے دریا تک لے جاتا ہے

(حالانکہ) اس کڑکڑاتے جاڑے میں تمہارا جوڑ جوڑ کا نپتار ہوتا ہے۔

برہمن نے جواب دیا۔

میں بدی سے بچنے کے لیے نیکی کر رہا ہوں۔

کوئی بھی۔ بوڑھا یا جوان

جس نے کوئی بدی کی ہو

وہ پانی میں نہا کر چھٹکارا پالیتا ہے

پٹا نے کہا

یہ تمہیں کس نے بتایا کہ پانی سے دھو کر تم ہرائیوں سے پاک ہو جاؤ گے؟

یوں تو سارے مینڈک اور کچھوے، جنت میں جائیں گے، اور ایسے ہی پانی کے

سانپ بھی۔ اور گھڑیاں!...

(اس کے بدلے میں) وہ کام ہی نہ کرو جس کا خوف تمہیں پانی کی طرف لے جائے

برہمن ٹھہر جاؤ!

اور اپنی کھال کو سردی سے بچاؤ

اس نظم سے بدھ کی کن تعلیمات کا اظہار ہوتا ہے؟



ماخذ: 7

بھکشوؤں اور بھکشنیوں کے لیے ضابطہ (اُصول)

وٹا یہ پٹک میں تحریر کردہ قواعد اور ضوابط میں سے کچھ یہ ہیں

جب کوئی بھکشو، کوئی نیا کمبل یا دری تیار کرے گا تو وہ کم سے کم چھ سال تک رکھا جانا چاہیے۔ اگر چھ سال کے خاتمے سے پہلے ہی وہ کوئی نیا عمدہ، کمبل، دری بنائے تو یہ خیال کیے بغیر کہ اُس نے پہلے ہی وہ کوئی ٹھکانے لگایا ہے یا نہیں تو سوائے اس صورت کے کہ بھکشوؤں نے اُسے اس کی اجازت دے دی ہے۔ اُسے ضبط کر کے قبول کر لیا جائے۔ ایسی صورت میں کہ کوئی بھکشو کسی خاندان کے رہائشی گھر پہنچے اور اُسے دو روٹیاں یا کپے ہوئے اناج کا کھانا پیش کیا جائے تو اگر وہ چاہے تو دو تین پیالے لے سکتا ہے۔ اگر وہ اس سے زیادہ قبول کرتا ہے تو یہ اس سے قبول کر لیا جانا چاہیے۔ وہاں دو تین پیالے قبول کر کے اُنھیں وہاں سے لا کر اسے اس میں دوسرے بھکشوؤں کو شریک کرنا چاہیے۔ یہاں کا صحیح طریقہ یہی ہے۔

اگر کوئی بھکشو کبھی ایسی رہائش گاہ میں جو سنگھ سے متعلق ہو وہاں بستر بچھائے یا بچھانے کے بعد—روانگی کے وقت اُسے واپس نہیں رکھ سکتا یا نہیں رکھواتا، یا وہ بغیر اجازت چلا جاتا ہے تو اُسے قبول کیا جائے۔

© کیا آپ وضاحت کر سکتے ہیں کہ یہ قاعدے کیوں بنائے گئے تھے؟

اہمیت، اور 'میتا' (بھائی چارہ) اور 'کرونا' (دردمندی) پر زور، خصوصاً ان لوگوں کے لیے جو عمر میں چھوٹے تھے یا کسی سے کمزور تھے، وہ خیالات یا خوبیاں تھیں جو بودھ تعلیمات کی طرف لوگوں کو کھینچتی تھیں۔

گفتگو کیجیے:

آپ کے خیال میں داسی پٹا سنگھ میں کیوں شامل ہونا چاہتی ہے۔

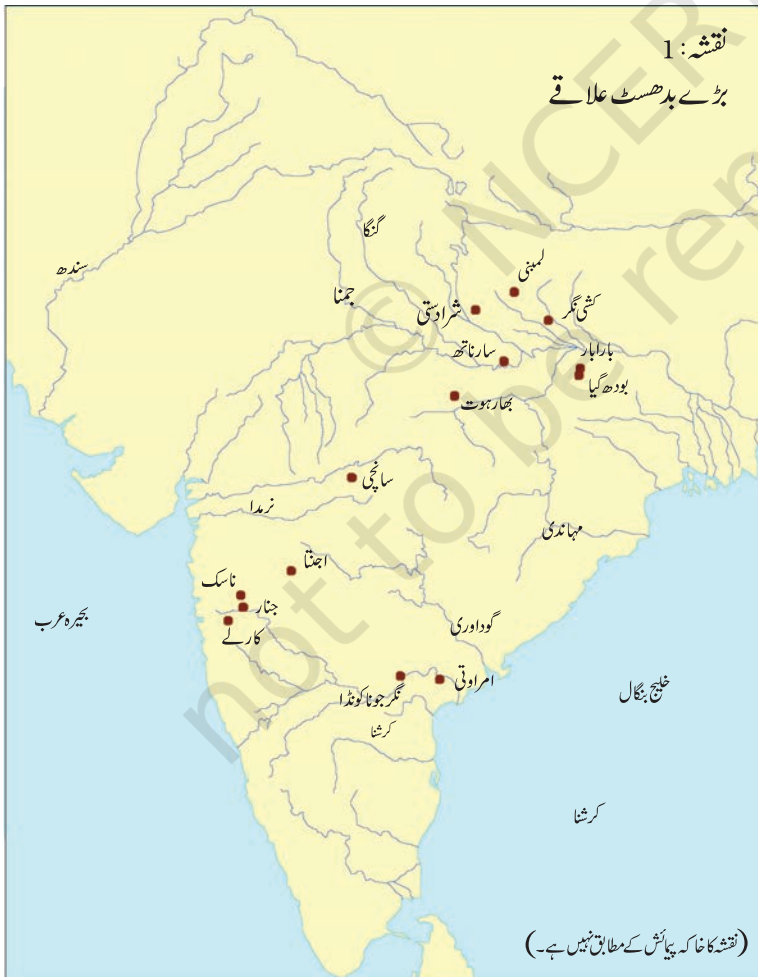
7۔ استوپ

ہم نے دیکھا کہ بدھ تصورات اور عمل، بہت سی دوسری روایات، جن میں برہمن اور جین اور کچھ ایسی روایت بھی شامل تھیں جن کے کوئی تحریری متن بھی نہیں تھے، ان کے درمیان خیالات کے لین دین یا عمل اور رد عمل کے ذریعے وجود میں آئے۔ ایسے کچھ عمل اور رد عمل ان طریقوں میں دیکھے جاسکتے ہیں جن کے توسط سے کچھ مقدس مقامات کی شناخت ہوئی۔

بالکل ابتدائی دور سے ہی لوگ کچھ مقامات کو مقدس و محترم سمجھنے کا رجحان رکھتے تھے۔ ان میں کچھ مخصوص پیڑوں کے مقامات یا کچھ انوکھی قسم کی چٹانیں یا انسانی دل و دماغ پر چھا جانے والے کچھ قدرتی خوبصورتی کے مقامات شامل تھے۔ یہ مقامات جن سے ملحق کچھ چھوٹے چھوٹے مندر ہوتے تھے، انھیں کبھی کبھی 'چیتھ' کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔

بودھ ادب میں بہت سے چیتھوں کا ذکر ہے۔ اس میں ان جگہوں کی تفصیلات بھی ہیں جو بدھ کی زندگی سے کچھ تعلق رکھتی ہیں۔ جہاں وہ پیدا ہوئے، (لمبنی) جہاں انھیں گیان حاصل

لفظ 'چیتھ' ممکن ہے 'چتا' لفظ سے اخذ کیا گیا ہو جس کے معنی ہیں انسانی جسموں کو جلانے کے لیے لکڑی کی چٹا۔ کچھ اور آگے بڑھ کر اسے چٹا کا ٹیلا بھی کہا جاتا ہے۔



ماخذ: 8

استوپ کیوں بنائے گئے

یہ 'سُٹا پانکا' کے ایک حصے 'مہا پارینیا' سے
سُٹ ایک اقتباس ہے:

جب بدھ اپنے آخری وقت میں بستر مرگ
پر تھے تو آئندہ پوچھا
مالک ہمیں نانا تھا گاٹ کے باقی (جسم) کا
کیا کرنا ہے؟ (بدھ کا دوسرا نام)؟

بدھ نے جواب دیا۔ "نانا تھا گاٹ
کے باقیات کی عزت و احترام سے کود کو
باز نہ رکھنا، آئندہ! اپنی بھلائی کے لیے جوش
و خروش کے ساتھ مستعد رہنا۔"

پھر جب بدھ پر اس کی مزید
وضاحت کے لیے زور ڈالا گیا تو انھوں نے
کہا: "نانا تھا گاٹ کے لیے چار چوراہوں پر
انھیں ایک ایک 'تھوپا' (استوپ) کے لیے
پالی کا لفظ) بنانا چاہیے۔ اور اس پر جو کوئی
بھی ہار یا خوشبو چڑھائے گا..... اور وہاں
سلام کرے گا اور وہاں جا کر دل کا سکون
حاصل کرے گا، وہ ان کے لیے عرصے تک
فائدے اور خوشی کا باعث ہوگا۔"

● شکل 4.15 کو دیکھیے اور پہچانیے

کہ کیا آپ کو اس قسم کے کچھ عمل

نظر آتے ہیں؟

ہوا (بودھ گیا)، جہاں انھوں نے اپنا پہلا وعظ دیا، (سارنا تھ) اور انھیں جہاں 'نروان' حاصل
ہوا (کسی نگر)۔ رفتہ رفتہ یہ تمام جگہیں مقدس سمجھی جانے لگیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ بدھ کے زمانے کے
لگ بھگ 200 سال بعد اشوک نے لمبنی میں ایک لاٹ نصب کروائی، یہ بتانے کے لیے کہ وہ اس جگہ
آیا تھا۔

7.1 استوپ کیوں بنائے گئے؟

دوسری بھی ایسی جگہیں تھیں جنہیں مقدس سمجھا جاتا تھا۔ یہ اس لیے تھا کہ وہاں بدھ کے مقدس
آثار جیسے ان کے جسمانی باقیات یا ان کا استعمال کردہ سامان، وہاں دفن کیے گئے تھے یہی وہ ٹیلے
تھے جنہیں استوپ کہا جاتا تھا۔

استوپ بنانے کی روایت تو بدھ سے بھی پہلے کی ہو سکتی ہے، لیکن بعد میں انھیں صرف بدھ مت
سے ہی منسوب کیا جانے لگا۔ اور چونکہ ان میں کچھ مقدس باقیات رکھے ہوئے تھے اس لیے
استوپوں کا تقدس و احترام بدھ مت اور بدھ دونوں کی علامتوں کے طور پر کیا جانے لگا۔ ایک بودھ
متن 'اشوکا ودان' کے مطابق، اشوک نے بدھ کے باقیات کے حصوں کو تمام اہم شہروں میں بھیجا
اور وہاں استوپ بنانے کا حکم دیا۔ دوسری صدی قبل مسیح تک بھارہوت، ساچی اور سارنا تھ
(نقشہ 1) جیسے بہت سے مقامات پر استوپ تعمیر ہو چکے تھے۔

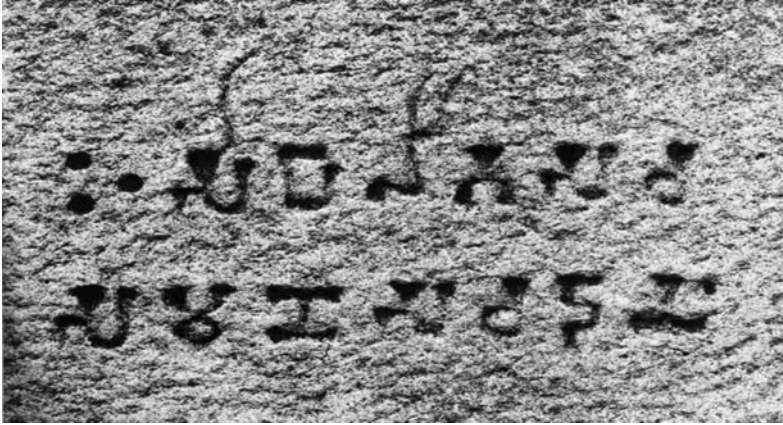
7.2 استوپ کی تعمیر ہوئے تھے۔

باہر کے پتھر کے جنگلے اور ستونوں پر کتبوں میں تعمیر اور سجاوٹ کے لیے دیے گئے عطیات کو مرتب کیا
گیا ہے۔ کچھ عطیات ستواہن جیسے بادشاہوں نے دیے تھے۔ اس کے علاوہ پیشہ وری انجمنوں
(گلڈوں) نے دیے تھے۔ جیسے ہاتھی دانت کے دستکاروں کے گلڈ نے ساچی کے ایک دروازے
کا ایک حصہ بنوایا تھا۔ سیکڑوں عطیات عورتوں اور مردوں نے دیے تھے جن کے ناموں کا ذکر ہے، کبھی
کبھی ان جگہوں کے نام بھی دیے گئے ہیں جہاں سے یہ لوگ آتے تھے۔ ان کے پیشے اور ان کے اعزا
کے نام بھی کہیں کہیں بڑھا دیے گئے ہیں۔ کچھ نیوں نے بھی ان یادگاروں کی تعمیر میں مدد دی تھی۔

7.3 استوپ کا ڈھانچہ یا خاکہ

'استوپ' (سنسکرت لفظ جس کے معنی 'ڈھیر' کے ہوتے ہیں) اس کی ابتدا ایک سیدھے سادے، مٹی
کے نیم مدور ٹیلے سے ہوئی تھی، بعد میں اسے 'انڈا' کہا جانے لگا۔ رفتہ رفتہ یہ نسبتاً زیادہ پیچیدہ تعمیر
میں تبدیل ہوتا چلا گیا جس میں گول اور مربع شکلوں میں توازن پیدا کیا جاتا تھا۔ 'انڈا' کے اوپر
'ہارمیکا' تھا، جو ایک برآمدے جیسا ڈھانچہ ہوتا تھا جو دیوتاؤں کے مسکن کا مظہر تھا۔

ہارمیکا سے اوپر اٹھتا ہوا ایک اسطوانہ (جھنڈا لگانے کی بلی جیسا) تھا جسے 'یاشتی' کہتے
تھے۔ کبھی کبھی اس پر چھتری بھی چڑھائی جاتی تھی۔ ٹیلے کے ارد گرد ایک جنگلا ہوتا تھا جو اس مقدس



شکل: 4.9

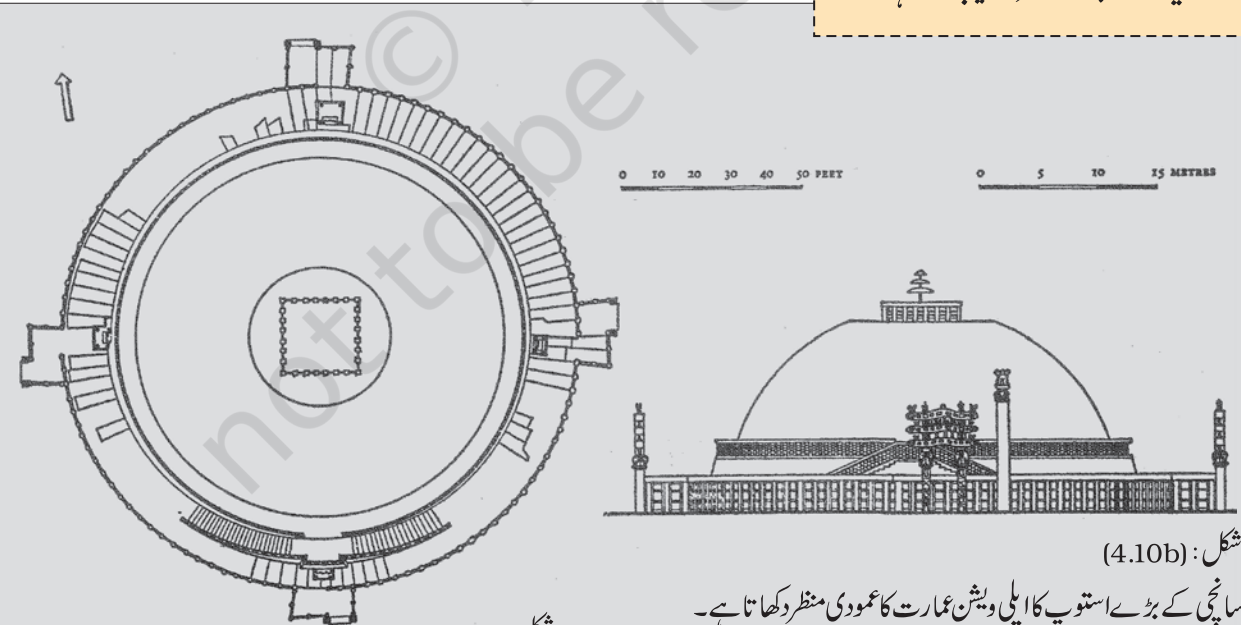
سانچی سے ایک مٹی چڑھاوے کا کتبہ۔ ایسے سیکڑوں کتبے بھارہوت اور امراتوی میں پائے گئے ہیں۔

گفتگو کیجیے:

سانچی کے بڑے استوپ کے منصوبے (شکل 4.10a) اور فوٹو، (شکل 4.3) میں کیا مماثلتیں اور کیا فرق ہیں؟

مقام کو عام دنیا سے الگ کرتا تھا۔ سانچی اور بھارہوت میں شروع کے استوپ پتھر کے جنگل کے علاوہ سیدھے سادھے ہوتے تھے۔ جنگل بانس یا لکڑی کے لمبے لمبے ٹکڑوں جیسے لگتے تھے، دروازے ہوتے تھے جن پر بہت بھرا بھرا سنگ تراشی کا کام ہوتا تھا اور انھیں چار سمتوں — شمال، جنوب، مشرق، مغرب — کی سمت نصب کیا جاتا تھا۔ عبادت کرنے والے مشرقی دروازے سے داخل ہوتے تھے اور ٹیلے کے چاروں طرف، ٹیلے کو اپنے دائیں طرف رکھتے ہوئے، گھڑی کی حرکت کے مطابق گھومتے تھے، جو آسمان میں سورج کی گردش کی نقل تھا۔ بعد میں استوپوں کے ٹیلوں پر بہت باقاعدہ نقاشی اور بت تراشی کا کام ہونے لگا اور اس میں طاقتے اور بت تراشی کے نمونے بننے لگے — جیسے امراتوی، شاہ جی کی ڈھیری پشاور (پاکستان) میں۔

منصوبے میں کون کون سی خصوصیات سب سے صاف یا واضح ہیں؟ عمودی حصے میں کون کون سی خصوصیات کو سب سے بہتر دکھایا جاسکتا ہے؟



شکل: (4.10b)

سانچی کے بڑے استوپ کا ایلی ویشن عمارت کا عمودی منظر دکھاتا ہے۔

شکل: (4.10.a)

سانچی کے بڑے استوپ عمارت کا افقی منظر دکھاتا ہے کا مجوزہ منصوبہ۔

8۔ استوپوں کی ”بازیافت“

امراوتی اور سانچی کی قسمت

ہر استوپ کی اپنی ایک تاریخ ہے۔ جیسا ہم نے ابھی دیکھا۔ کچھ استوپوں کی تو یہی تاریخ ہے کہ وہ کیسے تعمیر ہوئے۔ لیکن ان کی بازیافت یا تلاش کی بھی ایک تاریخ ہے۔ آئیے، کچھ ایسی مثالیں دیکھیں۔ 1796 میں ایک مقامی راجا جو ایک مندر بنوانا چاہتا تھا، بالکل اتفاقاً اسے امراوتی کے استوپ کا علم ہوا۔ اس نے پتھر استعمال کرنے کا ارادہ کیا اور ایک اونچی پہاڑی جگہ کے بارے میں اس کا خیال ہوا کہ یہاں کوئی خزانہ دفن ہے۔ کچھ سال بعد ایک انگریز افسر کارلن میکینزی (باب 7 بھی ملاحظہ ہو) نے اس مقام کو دیکھا۔ حالانکہ اسے وہاں کئی بت تراشی کے نمونے ملے، اور اس نے ان کی تفصیلی ڈرائنگ بھی بنائیں، مگر یہ رپورٹیں کبھی شائع نہیں ہوئیں۔

1854 میں والٹر ایلٹ (آندرہرپریش میں) گٹور کا کمنٹر۔ بت تراشی کے بہت سے

پینل مدراس لے گیا۔ (انھیں اسی کے نام سے ’ایلٹ ماربلز‘ کا نام دے دیا گیا)۔ اس نے مغربی دروازے کے آثار بھی تلاش کر لیے اور آخر وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ امراوتی میں ملاؤ ہانچہ چند وسیع ترین اور عالیشان بدھ استوپوں میں سے ایک ہے۔ 1850 کے دہے میں امراوتی سے کچھ سنگ تراشیدہ تختیاں مختلف جگہوں تک لے جانی گئیں۔ جن میں ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، مدراس میں انڈیا آفس، اور کچھ تولندن تک لے جانی گئیں۔ برطانوی افسروں کے باغوں کی زینت کے طور پر ان تختیوں کا بعض جگہ نظر آ جانا کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ حقیقت میں اس علاقے میں آنے والا ہر نیا افسر اس مقام سے پتھر اکھڑا کر لے جاتا رہا، جس کے لیے جواز یہ تھا کہ اس سے پہلے افسر بھی یہ عمل کر چکے ہیں۔

ان چند لوگوں میں جو اس سلسلے میں کچھ مختلف سوچ رکھتے تھے ایک ماہر آثار قدیمہ ایچ ایچ کول تھا، چنانچہ اس نے لکھا۔ مجھے کسی ملک کے اور بجنل آرٹ کے شاہکاروں کو لوٹ لینے کی اس طرح اجازت دے دینا ایک خد گشی کے مترادف اور ناقابل دفاع پالیسی لگتی ہے۔ اس کا پختہ خیال تھا کہ میوزیم کو بت تراشی کے ’پلاسٹر کاسٹ‘ نمونے رکھنے چاہئیں اور ان کے اصلی روپ وہیں رکھے رہنے چاہئیں جہاں وہ ملے تھے کول امراوتی کے سلسلے میں تو حکومت کے صاحبان اقتدار کو قائل نہ کر سکا مگر سانچی کے سلسلے میں اس کی اپنے مقام پر تحفظ کی اپیل کو تسلیم کیا گیا۔

سانچی کیوں بچ گیا؟ جب کہ امراوتی نہ بچ سکا۔ یہ شاید اس لیے ہوا کہ امراوتی اس وقت دریافت ہوا جب تک عالموں کو یہ احساس نہیں

شکل: 4.11

سانچی کا مشرقی دروازہ

بھرپور اور دلکش سنگ تراشی کو غور سے دیکھیے۔



گفتگو کیجیے:

حصہ 1 کو دوبارہ پڑھیے اور وہ وجوہات بتائیے کہ ساچی کیوں باقی ہے۔

'In Situ' کے معنی ہیں مقام پر

ہوا تھا کہ ان چیزوں کو اپنے دریافت کردہ مقام سے ہٹانے کے بجائے وہیں قائم رکھنا کتنا اہمیت رکھتا ہے۔ پھر جب 1818 میں ساچی دریافت ہوا تو اس کے چار میں سے تین دروازے اپنی جگہ پر قائم تھے اور چوتھا وہیں موجود تھا جہاں وہ گرا تھا۔ ٹیلا بھی اچھی حالات میں تھا۔ پھر بھی یہ خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ اس دروازے کو پیرس یا لندن لے جایا جائے۔ بہر حال آخر میں کئی چیزوں نے اس سلسلے میں مدد کی کہ ساچی کو اپنی اصلی حالت میں برقرار رکھا جائے۔ چنانچہ آج وہ وہاں موجود ہے جب کہ امراتی کا 'مہا چیتیا' اب ایک غیر اہم سائٹا باقی رہ گیا ہے جس کی پہلی سی شان و شوکت اس سے چھینی جا چکی ہے۔

9۔ تراشی (اسکلچر)

شکل: 4.12

دروازے کا ایک حصہ
آپ کا کیا خیال ہے ساچی کے بت تراش ایک
'اسکرال' (لپٹی ہوئی تحریر) کھلنے کا تاثر پیدا کرنا
چاہتے تھے؟

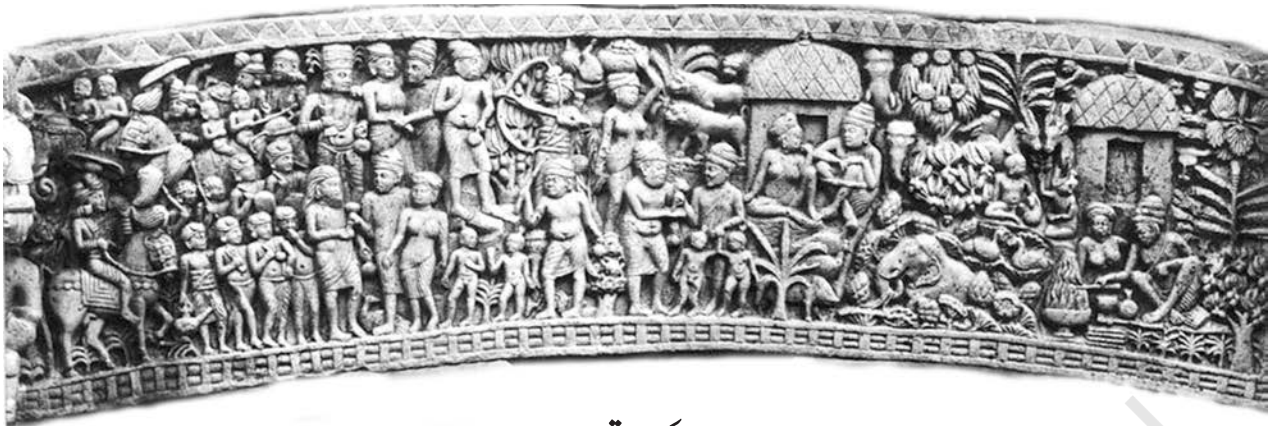
ہم نے ابھی دیکھا کہ کس طرح استوپوں سے اسکلچر اٹھا کر یورپ تک لے جائے گئے۔ کسی حد تک یہ اس لیے ہوا کہ جن لوگوں نے انھیں دیکھا انھیں یہ خوبصورت اور قابل قدر لگے۔ وہ لوگ انھیں اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے۔ آ ان میں سے کچھ نمونوں کا ذرا غور سے مطالعہ کریں۔

9.1 پتھروں میں کہانیاں

آپ نے کچھ پھیری لگا کر کہانی سنانے والوں کو دیکھا ہوگا جو کپڑے یا کاغذ کا پلندہ (اسکرال) (چرن چتر) لیے، تصویر دکھا دکھا کر کہانی سناتے ہیں۔

شکل 4.13 کو دیکھیے۔ پہلی نگاہ میں بت تراشی کے اس نمونے میں لگتا ہے کہ ایک گاؤں کا منظر دکھایا گیا ہے۔ جس میں پھونس کی جھونپڑیاں اور پیڑ بھی ہیں۔ لیکن آرٹ کے مورخین نے اس تفصیلی اور بغور مطالعہ کر کے ساچی کی اس بت تراشی کو 'سنٹاراجا تک' کے ایک منظر کے طور پر شناخت کیا ہے۔ یہ ایک فراخ دل مختیر شاہزادے کی کہانی ہے جو اپنی ہر چیز ایک برہمن کو دے کر اپنے بیوی بچوں کے ساتھ جنگل میں زندگی گزارنے چلا گیا تھا۔ جیسا کہ آپ اس سلسلے میں دیکھیں گے مورخ تراشی نمونوں کا متنی شہادتوں سے موازنہ کر کے انھیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔





9.2 پوجا کی علامتیں

شکل: 4.13

شمالی دروازے کا ایک حصہ

شکل: 4.14 (سب سے بائیں طرف)

بودھی پیڑ کی پوجا کرتے ہوئے پیڑ، بیٹھنے کی جگہ اور اس کے گرد لوگوں کو دیکھیے۔

شکل: 4.15 (درمیان میں)

استوپ کی پوجا کرتے ہوئے

شکل: 4.16 (نیچے)

دھرم چکر کو چلاتے ہوئے

بودھ بت تراشی کو سمجھنے کے لیے آرٹ کے مؤرخین کو بدھ دور کی مقدس سوانحوں (ہیگروگرافز) کی بھی معلومات حاصل کرنی پڑتی ہے۔ ان سوانحوں کے مطابق بدھ نے گیان ایک پیڑ کے نیچے مراقبہ کی صورت میں حاصل کیا تھا۔ شروع کے بہت سے بت تراشوں نے بدھ کو انسانی شکل میں نہیں دکھایا۔ اس کے بجائے انھوں نے ان کی موجودگی کو علامتوں کے توسط سے ظاہر کیا ہے۔ بیٹھنے کی خالی جگہ (شکل 4.14) بدھ کے مراقبہ کی علامت کے طور پر رکھی گئی ہے اور استوپ 'مہاپری بتان' (شکل 4.15) کی علامت ہے۔ ایک اور علامت جو اکثر استعمال کی گئی تھی وہ پہیہ یا چکر تھی (شکل 4.16) یہ بدھ کے سارناتھ میں پہلے وعظ کے اظہار کے لیے تھی۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ بت تراشیاں لفظ بہ لفظ حقیقی نہیں مانی جاسکتیں۔ مثال کے طور پر پیڑ کسی عام پیڑ کی علامت نہیں ہے، بلکہ یہ بدھ کی زندگی کے ایک واقعے کی علامت ہے۔ ان علامتوں کو سمجھنے کے لیے مؤرخین کو ان لوگوں کی روایات کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنا پڑیں جنھوں نے آرٹ کے ان نمونوں کی تخلیق کی تھی۔



شکل: 4.17
دروازے پر بنی ایک عورت

9.3 مقبول عام روایات

ساпچی میں دوسرا بت تراشی کا کام غالباً براہ راست بدھ تصورات سے متاثر نہیں تھا۔ ان میں دروازوں کے کناروں پر بنی خوبصورت صورتوں کی مورتیاں شامل ہیں جو ایک پیڑ کو اٹھائے ہوئے نظر آتی ہیں۔ (شکل 4.17)۔ ماہرین نے شروع میں اس مورتی سے کسی قدر دھوکا بھی کھایا، جس کا ترک دنیا سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا تھا۔ بہر حال دوسری ادبی روایات کے مطالعے سے انھیں احساس ہوا کہ یہ اس روایت کا ترجمان ہو سکتی ہے جسے سنسکرت میں 'شالا بھنجکا' کہا جاتا ہے۔ عوام کے خیال کے مطابق یہ ایک عورت تھی جس کے مس ہو جانے سے پیڑوں میں پھول اور پھل آتے تھے۔ ممکن ہے کہ اسے خوش بختی کی علامت سمجھا جاتا ہو اور اس طرح اسے استوپ کی زینت میں شامل کر لیا گیا ہو۔ 'شالا بھنجکا' کے نشان (موظف) سے اشارہ ملتا ہے کہ بہت سے لوگ جو بدھ مت کی طرف رجوع ہو گئے تھے انھوں نے اس میں قبل — بودھ اور بعض صورتوں میں غیر بودھ تصورات، اعتقادات و عمل شامل کر دیے۔ ساпچی میں بعض ایسی وضعیں یا نشانات (مولف) جو بار بار نظر آتے ہیں وہ بظاہر انھیں روایات سے اخذ کیے گئے ہوں گے۔

شکل: 4.18
ساпچی میں ایک ہاتھی



اس کے علاوہ بھی کچھ اور مورتیاں ہیں۔ مثال کے طور پر کچھ جانوروں کے خوبصورت ترین نمونے وہاں نظر آتے ہیں۔ ان جانوروں میں ہاتھی، گھوڑے، بندر اور مویشی شامل ہیں۔ گوکہ جانتک کہانیوں میں جانوروں کے بارے میں بھی بہت سی کہانیاں موجود ہیں، لیکن ممکن ہے ساпچی میں متعدد ایسے جانور اس لیے کھودے گئے ہوں کہ ان سے لوگوں کی توجہ مبذول کرنے کے لیے کچھ دلچسپ اور پراثر منظر پیش کیے جاسکیں۔ جانوروں کو کچھ انسانی خصوصیات کی علامتوں کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ مثال کے طور پر ہاتھی کو طاقت اور سمجھ بوجھ کی علامت کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔

ایک اور نشان ایک عورت کی مورتی ہے جو کنول اور ہاتھیوں (شکل 4.19) سے گھری کھڑی ہوئی ہے۔ جو اس پر اوپر سے پانی چھڑک رہے

ماضی سے رنگین تصاویر

جب کہ بت تراشی وقت کی شکست و ریخت کو جھیل کر باقی رہ جاتی ہے اور نتیجتاً تاریخ کے عالموں کے لیے سب سے آسانی سے حاصل ہو سکنے والا مواد ہے۔ بہر طور، اظہار اور اطلاعات رسائی کے دوسرے بصری ذرائع بھی پچھلے وقتوں میں استعمال کیے گئے تھے۔ ان میں سے وہ جواب تک سب سے اچھی حالت میں باقی ہیں، ان میں مشہور ترین اجنتا (مہاراشٹر) میں غاروں کی دیواروں پر موجود ہیں۔

اجنتا کی رنگین تصویریں جاتک کی کہانیوں سے اخذ کی گئی ہیں۔ ان میں شائستہ اور پر تکلف زندگی کے منظر، جلوس، عام زندگی کے کاموں میں مصروف مرد و عورت اور تیوہار شامل ہیں۔ فنکاروں نے ’شیدنگ‘ کی تکنیک استعمال کر کے ان میں سہ رخی (تھری ڈائی مینشل) اثر پیدا کیا ہے۔ ان میں کچھ تصاویر غیر معمولی طور پر فطری ہیں۔



شکل 4.19:
گجا لکھمی

شکل 4.20:

اجنتا سے ایک رنگین تصویر بیٹھی ہوئی شکل اور انھیں دیکھیے جو اس کی خدمت کر رہی ہیں

شکل 4.21:

سانچی میں ایک سانپ



ہیں۔ جیسے ’بھی شیک‘ (عملِ تقدیس) انجام دیا جا رہا ہو۔ گو کہ کچھ مؤرخ اسے مایا، بدھ کی ماں بتاتے ہیں، بہر حال کچھ اسے معروف دیوی گجا لکھمی بھی بتاتے ہیں، جو لفظی معنوں کے اعتبار سے خوش بختی کی دیوی مانی جاتی ہے۔ جو ہاتھیوں سے وابستہ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ معتقدین اسے دیکھ کر مایا اور گجا لکھمی ’’دونوں کے روپ میں پہچانتے ہوں۔‘‘

سانپ پر بھی غور کیجیے جو بہت سے ستونوں پر پایا جاتا ہے۔ (شکل 4.21) یہ نشان بھی شاید ان مقبول عام روایات سے لیا گیا ہے جو متنوں میں کبھی درج نہیں کی گئیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ سب سے شروع کے جدید آرٹ کے مؤرخین میں جیس فرگوسن سانچی کو پیڑ اور سانپ کی پوجا

گفتگو کیجیے:

ہڈی، پکائی ہوئی مٹی (ٹیری کوٹا) اور دھات
بھی بُت تراشی میں استعمال ہو سکتی ہے۔ اس
کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیجیے۔

پوجا کا مرکز مانتا ہے۔ وہ بدھ اور ادب سے واقفیت نہیں رکھتا تھا۔ اس میں سے زیادہ تر حصے کا ابھی
ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا۔ اور اس نے صرف ان مورتیوں کا ہی مطالعہ کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا۔

10۔ نئی مذہبی روایات

10.1 مہایان بدھ مت کا ارتقا

پہلی صدی عیسوی سے ہی بودھ خیالات اور عمل میں تبدیلیوں کی شہادتیں نظر آنے لگتی ہیں۔ بدھ
تعلیمات میں 'نہان' حاصل کرنے کے لیے سب سے زیادہ اہمیت خود ذاتی کوششوں کو دی گئی
تھی۔ اس کے علاوہ خود بدھ کو بنی نوع انسان کا ہی فرد مانا گیا تھا جنہوں نے گیان اور نہان
(نروان) خود اپنی کوشش سے حاصل کیا تھا۔ بہر حال رفتہ رفتہ نجات دہندہ کا تصور ابھرا اور یہ یقین
کیا جانے لگا کہ یہی وہ ذات ہے جو چھکارے یا نجات کو یقینی بنا سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ
'بودھ ست' کا تصور بھی ابھرا اور پھلنا پھولنا شروع ہوا۔ 'بودھی ست'۔ انتہائی رحم دل مخلوق مانے
جاتے تھے اور بزرگی کی یہ خصوصیات وہ صرف اپنی جدوجہد سے جمع کرتے تھے مگر اسے وہ
'نہان' حاصل کر لینے کے لیے، اور نتیجتاً دنیا کو ترک کر دینے سے نہیں بلکہ دوسروں کی مدد کے لیے
صرف کرتے تھے۔ بدھ اور بودھی ستواؤں کی مورتیوں کی پوجا بھی اس روایت کا ایک اہم حصہ
بن گئی۔

اس نئے انداز فکر کو 'مہایان' کا نام دیا گیا۔ جس کے لفظی معنی ہیں 'نقل و حمل کے لیے'، 'عظیم
سواری'۔ جن لوگوں نے یہ عقائد اپنا لیے انہوں نے پچھلی روایتوں کو 'ہنایان' یا 'کم تر سواری' کہنا
شروع کر دیا۔

'ہنایان' یا 'تھراو'؟

'مہایان' کے حامی دوسرے بودھوں کو 'ہنایان' کہتے تھے۔ بہر حال پرانی روایات کے
ماننے والے خود کو 'تھیراواڈن' یعنی وہ جو پرانے لوگوں کے راستے کو ماننے والے،
استادوں کا احترام کرنے والے یا 'تھیرا' تھے۔

10.2 پورانی ہندو مت کا ارتقا

نجات دہندہ کا تصور بدھ مت کا اکیلا یا انوکھا عقیدہ نہیں تھا۔ ہم اس قسم کے تصورات کو کچھ مختلف
انداز میں ان روایات میں بھی ابھرتا دیکھ سکتے ہیں جنہیں اب ہم ہندو دھرم کا حصہ مانتے ہیں۔ ان
میں ویشنوی مسلک (ہندو دھرم کا وہ رخ جس میں وشنو کو بنیادی دیوتا مان کر پوجا جاتا ہے) اور
شیو مسلک (وہ روایت جس میں شیو کو سب سے بڑا دیوتا مانا جاتا ہے) دونوں شامل تھے، ان میں
کسی مخصوص دیوی دیوتا کی پرستش پر زور بڑھتا چلا جاتا تھا۔ اس انداز کی پرستش میں کسی معتقد اور
اس کے دیوی دیوتا کے درمیان بندھن یا رشتے کو اس سے محبت اور دلی تعلق یا 'بھکتی' کے روپ میں

شکل: 4.22

بدھ کی ایک مورتی (متھرا)، تقریباً پہلی صدی عیسوی



تصور کیا جاتا تھا۔

شکل: 4.23

’وراہا‘ یا جنگلی سور، وشنو کا اوتار زمین کی دیوی کو بچاتے ہوئے آئی ہوئے (کرناٹک)۔ چھٹی صدی عیسوی دور

تصویر میں دونوں شکلوں کے تناسب سے کیا اظہار ہوتا ہے؟

ویشنو مسک میں اس دیوتا کے مختلف اوتاروں یا بدلتے روپوں کے ارد گرد فرقے ابھرے۔ اس روایت کے اندر ہی دس اوتاروں کو پہچانا گیا۔ یہ وہ روپ تھے جو اس دیوتا نے وقتاً فوقتاً اس دنیا کو بچانے کے لیے اپنائے جسے بدی کی طاقتوں کے غالب آجانے کی وجہ سے تباہی اور بربادی کا خطرہ لاحق ہو جاتا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے یہ ملک کے مختلف حصوں میں الگ الگ اوتار مقبول ہوں ان مقامی دیوی دیوتاؤں کو وشنو کا ہی مظہر مان لینے سے مذہبی روایت کو زیادہ متحد یا گٹھا ہوار کھنے کا بھی ایک ذریعہ پیدا ہو رہا تھا۔

دوسرے دیوی دیوتاؤں کی طرح ان روپوں کی بھی بت تراشی کے نمونوں میں ظاہر کیا جاتا

تھا۔ مثال کے طور پر شوکوٹنگ کی علامت سے پیش کیا جاتا تھا، لیکن کبھی کبھی اسے انسانی روپ میں بھی دکھایا جاتا تھا۔ ایسے تمام مظاہر، دیوی، دیوتاؤں کے بارے میں تصورات و عقائد کا ایک خاصہ پیچیدہ نظام پیش کرتے ہیں، جنہیں ان کی کچھ مخصوص علامتوں یا نشانات، جیسے سر کے لباس، زیورات اور اُپدھوں، دیوی دیوتاؤں کے ہاتھوں میں ہتھیار یا کچھ مقدس چیزیں اور بیٹھنے کے انداز وغیرہ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ ان بت تراشیوں کو سمجھنے کے لیے مؤرخین کو ان کے پس منظر کی کہانیوں سے واقف ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ان میں سے اکثر کہانیاں پورانوں میں شامل ہیں، جنہیں (پہلے ہزارے کے کم و بیش درمیانی دور میں) برہمنوں نے تالیف کیا تھا۔ ان میں سے زیادہ مواد وہی تھا جو صدیوں پہلے تیار ہو چکا تھا اور عوام میں گھوم رہا تھا۔ اس میں دیوی دیوتاؤں کے بارے میں بھی کہانیاں شامل تھیں۔ عام طور پر یہ آسان سنسکرت کے اشلوکوں کی شکل میں نظم کی گئی تھیں، اور انہیں عورتوں اور شودروں اور ان تمام زمرے کے لوگوں کے سامنے بہ آواز بلند دوہرایا جاتا تھا جن کی دیدوں تک پہنچ ممکن نہیں تھی۔

پورانوں میں جو کچھ بھی ہے وہ عام لوگوں، پجاریوں، تاجروں اور ان معمولی مرد اور عورتوں کے درمیان بات چیت اور لین دین سے وجود میں آیا جو





شکل: 4.24
دُرگا کا ایک منظر
مہابلی پورم (تمل ناڈو)۔ تقریباً چھٹی صدی عیسوی

ایک جگہ سے دوسرے جگہوں کے سفر کے دوران ایک دوسرے کے خیالات اور عقائد میں شریک ہوتے تھے۔ مثال کے طور پر ہمیں معلوم ہے کہ واسودیو کرشن ’مُتھر اکے علاقے میں ایک اہم دیوتا مانا جاتا تھا۔ صدیوں کے دوران اس کی پوجا ملک کے دوسرے حصوں میں بھی پھیل گئی۔

10.3 مندر بنوانا

لگ بھگ اسی زمانے میں جب مختلف مقامات پر سانچی جیسے استوپ اپنی وہ شکل اختیار کر رہے تھے جو ہمیں اب نظر آتی ہے۔ ان دیوی دیوتاؤں کو رکھنے کے لیے مندر بھی تعمیر ہو رہے تھے۔ ابتدائی مندر میں ایک چھوٹا سا مربع کمرہ ہوتا تھا جسے ’گر بھ گرہ‘ کہا جاتا ہے۔ اس کا صرف ایک دروازہ ہوتا تھا جس سے پجاری داخل ہو کر دیوتا کے بت کی پوجا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ ایک بڑا ڈھانچہ، جسے ’مُشکھارا‘ کے نام سے جانا جاتا تھا، مرکزی مقدس مقام کے ارد گرد بنایا جانے لگا۔ مندر کی دیواروں کو بت تراشی سے سجایا جانے لگا۔ بعد میں مندر بہت زیادہ تفصیلی روپ اختیار کر گئے۔ جن میں مجمع کے لیے ہال، زبردست دیواریں اور دروازے اور پانی فراہم کرنے کے انتظامات (ساتواں باب بھی ملاحظہ ہو) بھی کیے جانے لگے۔

ابتدائی مندروں کی کچھ انوکھی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ انھیں بڑی بڑی چٹانوں کو کھوکھلا کر کے مصنوعی غاروں کی طرح بنایا گیا تھا۔ مصنوعی غار بنانے کی روایت پرانی تھی۔ ان میں سے کچھ سب سے پہلے (شکل 4.27) مصنوعی غار تیسری صدی قبل مسیح دور میں ’جیو کا‘ فرقے سے متعلق دنیا تاج دینے والوں کے لیے اشوک کے حکم سے بنائے گئے تھے۔

ان طریقوں کی شناخت کیجیے جن سے فن کاروں نے حرکت کا تاثر پیدا کیا ہے۔ اس بت تراشی کے نمونے میں اس کہانی کے بارے میں اور جانکاری حاصل کیجیے۔



شکل: 4.25

دیوگرھ (اتر پردیش) کا ایک مندر
تقریباً پانچویں صدی عیسوی دور

یہ روایت کئی درجوں سے گزری اور بہت بعد میں — آٹھویں صدی میں — ایک مکمل مندر
کی بت تراشی تک پہنچی یعنی کیلاش ناتھ (شیو کا ایک نام) کا مندر۔
ایک تانبے کی تختی پر کندہ کتبے میں بت تراشوں کے سردار کے اُس تعجب کو درج کیا گیا ہے
جو اس کام کو مکمل کرنے کے بعد اسے محسوس ہو رہا تھا: ”اوہ میں نے اسے کیسے بنالیا؟“

دروازے کی شناخت کیجیے۔
’شکھارا‘ (شکھر) اور ’گرہ گرہ‘ کے داخلے کے



شکل: 4.26

شش ناگ، (سانپ) پر وشنو آرام کرتے
ہوئے دیوگرھ (اتر پردیش) کی بت تراشی تقریباً
پانچویں صدی عیسوی دور

شکل: 4.27

(بہار میں) 'بار بار' کے ایک غار کے داخلے کا دروازہ
تقریباً تیسری صدی قبل مسیحی دور



شکل: 4.28

کیلاش ناتھ مندر ایلورا (مہاراشٹر) یہ پورا
ڈھانچہ ایک بہت بڑی چٹان میں سنگ تراشی سے
بنایا گیا ہے۔



11- کیا ہم سب کچھ دیکھ سکتے ہیں؟

اب تک آپ نے اُس بھرپور خزانے کی بھری جھلک دیکھ لی ہے جو ماضی میں موجود تھا۔ اینٹوں اور پتھر کے طرزِ تعمیر، بت تراشی اور رنگین تصویر کشی کی صورتوں میں۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ صدیوں کے وقفے میں اس میں سے بہت کچھ ضائع بھی ہو چکا ہے۔ پھر بھی جو کچھ باقی ہے اور محفوظ کیا جا چکا ہے وہ ان فنکاروں — آرٹسٹ، بت تراش، راج، اور معمار — کی نظر، ذوق اور معیار کو ضرور ظاہر کرتا ہے جنہوں نے ان حیرت ناک نمونوں کی تخلیق کی تھی۔ پھر بھی کیا ہم اُن تصورات کو خود بخود ہمیشہ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے تھے؟ کیا ہم یہ جان سکتے ہیں کہ جو لوگ اب سے دو ہزار برس پہلے ان بتوں اور تمثیلوں کو دیکھتے تھے ان کے لیے یہ کیا معنی رکھتے تھے۔

11.1 انجان سے دوچار ہونا

شاید ایک بار پھر وہ صورتِ حال یاد کرنا مفید ہو جب انیسویں صدی میں یورپی عالم نے پہلی بار کچھ دیوی دیوتاؤں کے بت دیکھے تھے۔ سمجھ ہی نہیں سکتے تھے کہ یہ کس قسم کی چیزیں ہیں۔ کبھی کبھی تو وہ ان مہیب اور بعید از قیاس ہیئتوں کو دیکھ کر خاصے پریشان ہو جاتے تھے، جن کے کئی کئی بازو اور سر ہوتے تھے یا کچھ انسان اور جانوروں کے جسموں کا مجموعہ ہوتے تھے۔

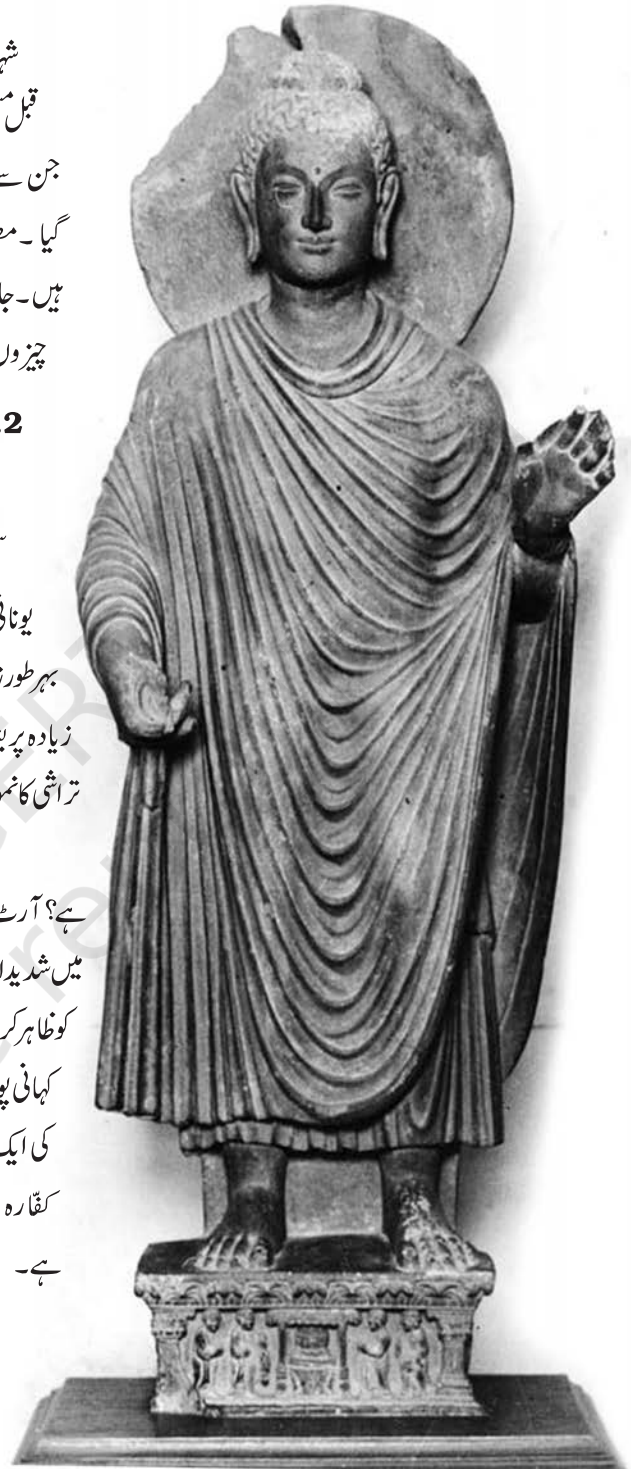
شروع کے یہ عالم ان مجسموں کو دیکھ کر، جو انہیں بالکل اجنبی اور عجیب لگتے تھے ان کا کچھ مطلب سمجھنے کے لیے، ان بت تراشی نمونوں سے موازنہ کرنے کی کوشش کرتے تھے جن سے وہ خود واقف تھے، یعنی قدیم یونانی بت تراشی کے نمونے۔ حالانکہ انہیں ابتدائی ہندوستانی بت تراشی کے نمونے یونانی فنکاروں کی سنگ تراشی سے کمتر درجے کے لگتے تھے مگر جب انہیں بدھ اور بدھ ست کے ان خوبصورت مجسموں کو دیکھنے کا موقع ملا جو ظاہری طور پر یونانی نمونوں پر مبنی تھے تو ان میں ایک نئی تحریک پیدا ہوئی۔ یہ لگ بھگ سب کے سب شمال مغربی علاقوں میں کچھشلا اور پشاور جیسے

شہروں میں دریافت ہوئے تھے جہاں ہند۔ یونانی حکمرانوں نے دوسری صدی قبل مسیح دور میں سلطنتیں قائم کی تھیں چونکہ یہ مجسمے ان یونانی مجسموں سے قریب تر تھے جن سے یہ عالم واقف تھے۔ اس لیے انھی کو ابتدائی ہندوستانی فن کا بہترین نمونہ سمجھا گیا۔ مطلب یہ کہ ان عالموں نے وہی حکمت عملی اپنائی جو ہم عام طور پر اپناتے ہیں۔ جانی پہچانی چیزوں سے اخذ کر کے ایک ایسا پیمانہ تیار کر لینا جس کی مدد سے انجان چیزوں کا کچھ مطلب نکالا جاسکے۔

11.2 اگر تحریروں اور مجسموں میں مطابقت نہ ہو.....

ایک اور مسئلے پر غور کیجیے۔ ہم نے دیکھا کہ آرٹ کے مؤرخ اکثر بت تراشی کو سمجھنے کے لیے تحریروں یا منتوں کی مدد لیتے ہیں۔ ویسے ہندوستانی مجسموں کا یونانی مجسموں سے موازنہ اور مقابلہ کرنے کے طریقے کے مقابلہ میں تو یہ حکمت عملی بہر طور زیادہ مؤثر ہے مگر اس کا استعمال ہمیشہ آسان نہیں ہوتا۔ اس کی ایک سب سے زیادہ پریشان کن مثال (تامل ناڈو) مہابلی پورم کی ایک بہت بڑی چٹان پر مشہور سنگ تراشی کا نمونہ ہے۔

شکل 4.30 میں واضح طور پر ایک کہانی کا بیان ہے، مگر یہ کون سی کہانی ہے؟ آرٹ کے مؤرخوں نے پورانوں میں اسے تلاش کیا مگر اس سلسلے میں ان کی رائے میں شدید اختلاف نظر آتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ آسمان سے گڑگا کے زمین پر اترنے کو ظاہر کرتی ہے۔ چٹان کے بیچ میں قدرتی شگاف ممکن ہے دریا کا ترجمان ہو۔ اس کی کہانی پورانوں اور رزمیوں میں بیان کی گئی ہے۔ دوسروں کا خیال ہے کہ یہ مہابھارت کی ایک کہانی کا اظہار ہے۔ ارجن دریا کے کنارے ہتھیار حاصل کرنے کے لیے کفارہ ادا کر رہا ہے۔ جس میں مرکزی شکل کسی تارک الدنیا کی طرف اشارہ کرتی ہے۔



شکل: 4.29

گندھارا سے ایک بودھی ست۔ کپڑوں اور بالوں کے انداز کو غور سے دیکھیے۔

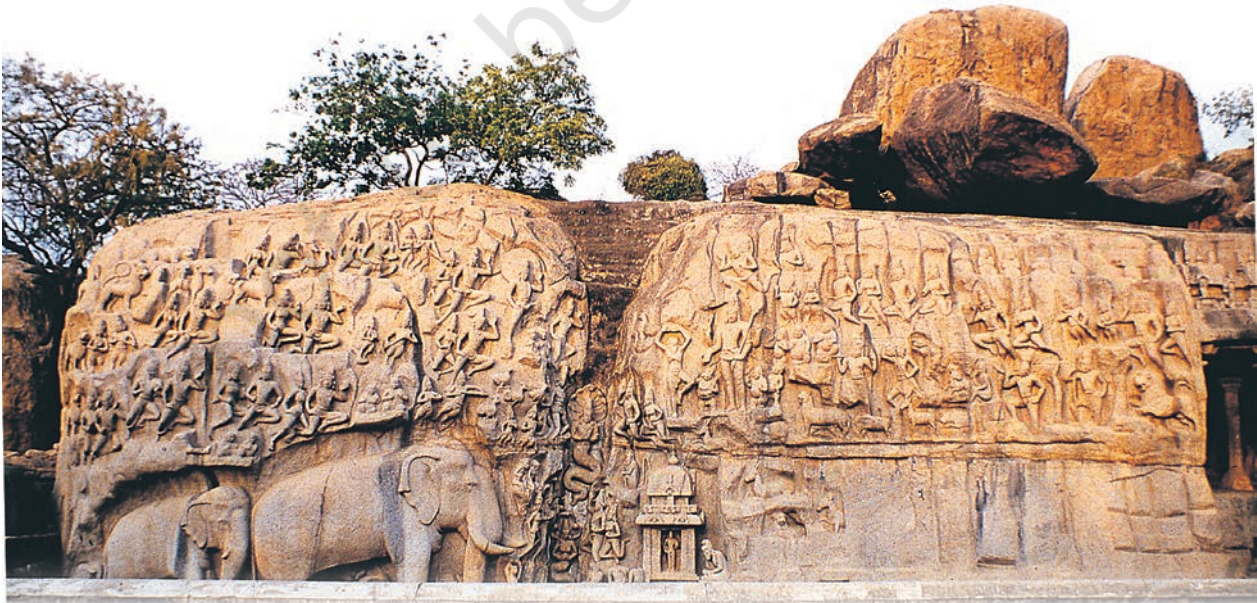
آخر میں یہ یاد رکھیے کہ بہت سی مذہبی رسومات، مذہبی عقائد اور عمل کسی مستقل اور بالکل ظاہری شکل میں جمع نہیں کیے گئے تھے۔ جیسے یادگار عمارتیں، بت تراشی کے نمونے یہاں تک کہ رنگین تصویریں۔ ان میں روزمرہ کے عام کام بھی تھے اور کچھ مخصوص مواقع سے ملحق عمل بھی شامل تھے۔ بہت سے فرقوں اور لوگوں کے زمروں نے ان کے کسی باقی رہنے والے ریکارڈ کی ضرورت بھی محسوس نہ کی ہوگی جب کہ ممکن ہے ان کے یہاں کچھ فعال یا متحرک قسم کی روایتیں، مذہبی کام اور فلسفیانہ تصورات یا نظریات موجود رہے ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس باب میں جو ممتاز اور شاندار قسم کی مثالیں پیش کی گئی ہیں وہ بہت بڑے ذخیرے میں سے ایک ذرہ برابر ہی کہی جاسکتی ہیں۔

گفتگو کیجیے:

کوئی مذہبی عمل جو آپ نے دیکھا ہو، بیان کیجیے۔
کیا یہ کسی طریقے سے مستقل طور پر اخذ کیا ہوا ہے؟

شکل: 4.29

مہابلی پورم میں سنگ تراشی کا ایک نمونہ



ٹائم لائن 1 اہم مذہبی واقعات

تقریباً 1500 سے 1000 قبل مسیح	ابتدائی دور کی ویدی روایات
تقریباً 1000 سے 500 قبل مسیح	بعد کی ویدی روایات
تقریباً چھٹی صدی قبل مسیح	شروع کے اُپنشد، جین مت اور بدھ مت
تقریباً تیسری صدی قبل مسیح	ابتدائی استوپ
تقریباً دوسری صدی قبل مسیح اور اس کے بعد	مہایان بدھ مت کا ارتقا اور ویشنومت، شیو مت اور دیوی پوجا کی روایت
تقریباً تیسری صدی عیسوی	سب سے پہلا مندر

ٹائم لائن 2

شروع کے یادگاری آثار اور بت تراشی نمونوں کی بازیافت اور تحفظ میں اہم موڑ

انیسویں صدی	
1814	انڈین میوزیم کا قیام کلکتہ میں
1834	ہندو فن تعمیر پر مضمون کی اشاعت (Essay on Architecture of Hindus) از رام راجا: کنگھم سارناتھ کا استوپ دریافت کرتا ہے۔
1835-42	جیمس فرگوسن اہم آثار قدیمہ کے مقامات کا جائزہ لیتا ہے۔
1851	گورنمنٹ میوزیم کا قیام مدراس
1854	الیکزینڈر کنگھم بھیلسا ٹوپس (Bhilsa Topes) کی اشاعت کرتا ہے۔ سانچی پر پہلی تحقیق۔
1878	راجندر لال مترا 'بدھا گیا' کی اشاعت کرتا ہے: دی ہیریٹیج آف ساکیہ منی۔
1880	ایچ ایچ۔ کول قدیم آثار کا کیورٹر مقرر ہوتا ہے۔
1888	ٹریٹرو و ایکٹ پاس ہوتا ہے جس کے تحت آثار قدیمہ کی دلچسپی کی تمام چیزوں کو حاصل (ایکوائر) کرنے کا حق حکومت کو مل جاتا ہے
بیسویں صدی	
1914	جان مارشل اور الفریڈ فاؤچرڈی مایو مینٹس آف سانچی، چھپواتے ہیں۔
1923	جان مارشل 'کنزرویشن مینول' (تحفظی ہدایت نامہ) چھپواتا ہے۔
1955	وزیراعظم جواہر لال نہرو نے نئی دہلی میں نیشنل میوزیم کا سنگ بنیاد رکھا۔
1989	سانچی عالمی وراثت (ورلڈ ہیریٹیج) میں شامل کیا گیا۔

100-150 لفظوں میں جواب دیجیے:



- 1- کیا اپنشد کے مفکرین کے خیالات جبریت کے قائل اور مادہ پرستوں کے خیالات سے مختلف تھے؟ اپنے جواب میں وجوہات بتائیے۔
- 2- جین مت کی بنیادی تعلیمات کو مختصر اُبیان کیجیے۔
- 3- ساُنچی کے استوپ کے تحفظ میں بھوپال کی بیگموں کے کردار کو بیان کیجیے۔
- 4- نیچے دیے ہوئے مختصر اقتباس کو پڑھیے اور جواب دیجیے۔

”مہاراجہ ہووٹیکا (ایک گُشان حکمران) کے تینتیسویں سال، گرم موسم کے پہلے مہینے کے آٹھویں دن، بھیکھونی دھنا دتی نے موڈھووانکا میں ایک بودھی ست نصب کیا، بھیکھونی بدھا متا کی بہن کی لڑکی ہے، جو ٹپی ٹاکا سے واقف ہے اور بھکھو بالا کی ایک عورت شاگرد ہے، جو ٹپی ٹاکا جانتی ہے، اپنے باپ اور ماں کے ساتھ ہے۔

(الف) دھنا دتی نے اپنے کتبے کی تاریخ کس طرح متعین کی ہے؟

- (ب) آپ کے خیال میں اُس نے بدھا ست کا جُستہ کیوں نصب کیا تھا؟
- (ج) جن رشتہ داروں کا اُس نے ذکر کیا وہ کون تھے؟
- (د) وہ کون سے بودھ متن سے واقف تھی؟
- (ه) اس نے یہ متن کس سے سیکھا تھا؟

شکل: 4.31
ساُنچی میں سنگتراشی کا ایک نمونہ

- 5- آپ کے خیال میں مرد اور عورتیں سنگھ میں کیوں شامل ہوئے تھے؟

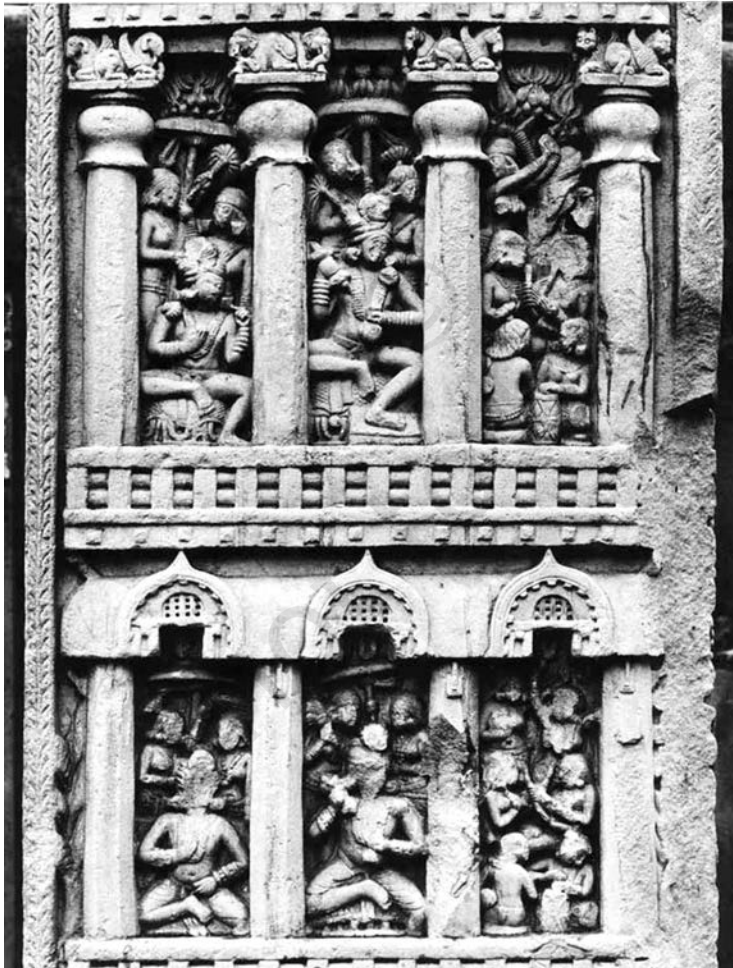


ان عنوانات پر ایک مختصر مضمون لکھیے
(لگ بھگ 500 لفظوں پر مشتمل)



- 6- ساپچی کی بُت تراشی کو سمجھنے کے لیے بودھ ادب کی معلومات کس حد تک مددگار ثابت ہوتی ہے؟
- 7- شکل 4.32 اور 4.33 ساپچی کے دو منظر ہیں۔ بیان کیجیے کہ آپ ان میں سے ہر ایک میں کیا دیکھتے ہیں؟ طرزِ تعمیر، پودے، جانور اور کاموں کو سامنے رکھتے ہوئے شناخت کیجیے کہ ان میں سے دہی منظر کس میں دکھایا گیا ہے اور شہری منظر کس میں؟ اپنے جواب کی وجوہات بیان کیجیے۔
- 8- ویشنومت اور شیومت کے ارتقا سے بُت تراشی اور طرزِ تعمیر میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں؟
- 9- بیان کیجیے کہ استوپ کیوں اور کیسے تعمیر ہوئے؟

شکل: 4.33



شکل: 4.32



نقشے کے کام



10۔ دنیا کے نقشے کے ایک خاکے پر ان علاقوں پر نشان لگایے جہاں بدھ مت پھیلا۔ ان علاقوں علاقوں کے لیے زمینی اور سمندری راستوں کو تلاش کیجیے۔

منصوبہ (کوئی ایک)



11۔ اس باب میں جن مذہبی اعمال پر بات ہوئی کیا ان میں سے کوئی ایسا ہے جو آپ کے پڑوس میں اپنا یا جاتا ہو؟ آج کل کون کون سے متن استعمال ہوتے ہیں اور انھیں کس طرح حفاظت سے رکھا جاتا ہے اور انھیں کس طرح منتقل کیا جاتا ہے۔ کیا پوجا میں بت تمثیلیں بھی استعمال ہوتی ہیں۔ اگر ہوئی ہیں تو کیا وہ اس باب میں بیان کیے گئے بتوں جیسی ہی ہیں یا ان سے مختلف ہیں۔ آج مذہبی امور کے لیے جو عمارتیں استعمال ہوئی ہیں ان کو بیان کیجیے اور ان کا ابتدائی استو پوں اور مندروں سے موازنہ کیجیے۔

12۔ اس باب میں بیان کی گئی مذہبی روایات سے متعلق مختلف مذہبوں اور مختلف ادوار کی پانچ تصویریں یا سنگ تراشی نمونوں کی تصویریں جمع کیجیے۔ ان پر لکھے ہوئے تعارفی بیانیوں کو الگ کر لیجیے اور انھیں دو افراد کو دکھا کر پوچھیے کہ وہ جو کچھ دیکھ رہے ہیں اسے بیان کریں۔ ان کے بیانات کا مقابلہ کیجیے اور جو کچھ آپ معلوم کر سکتے ہیں اس کی رپورٹ تیار کیجیے۔



اگر آپ مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پڑھیے:

A.L. Basham. 1985.
The Wonder that was India
Rupa, Calcutta

N.N.Bhattacharyya. 1996
Indian Religious Historiography.
Munshiram Manoharlal,
New Delhi

M.K. Dhavalikar. 2003.
Monumental Legacy of Sanchi
Oxford University Press,
New Delhi.

Paul Dundas. 1992
The Jains
Routledge, London.

Gavin Flood, 2004
Introduction to Hinduism
Cambridge University Press,
Cambridge.

Richard F. Gombridge. 1988
Theravada Buddhism: A Social
History from Ancient Benares to
Modern Colombo. Routledge
and Kegan Paul, London.

Benjamin Rowland. 1967.
The art and Architecture of India:
Buddhist/Hindu/Jain.
Penguin Books, Harmondsworth



مزید اطلاعات کے لیے دیکھیے:

[http://dsal.uchicago.edu/
images/aiis/](http://dsal.uchicago.edu/images/aiis/)

تصاویر کے لیے اظہار تشکر

موضوع 1

شکل نمبر شمار 1.1، 1.2، 1.3، 1.4، 1.5، 1.6، 1.8، 1.11، 1.12، 1.13،

1.14، 1.15، 1.16، 1.20، 1.22، 1.23، 1.26، 1.28، 1.29، 1.30،

آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا اور نیشنل میوزیم نئی دہلی

شکل نمبر شمار 1.7، 1.9، 1.10، 1.17، 1.18، 1.19، 1.21، 1.24،

پروفیسر گرگوری ایل پاس سہل

شکل نمبر شمار 1.27

سینٹر فار کلچرل ریسورسز اینڈ ٹریٹنگ — نئی دہلی

موضوع 2

شکل نمبر شمار 2.1 امریکن انسٹی ٹیوٹ آف انڈین اسٹڈیز گڑگاؤں

شکل نمبر شمار 2.2، 2.6 آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا

شکل نمبر شمار 2.3، 2.5، 2.10

سینٹر فار کلچرل ریسورسز اینڈ ٹریٹنگ، نئی دہلی

شکل نمبر شمار 2.4، 2.7، 2.9، 2.12، 2.13، نیشنل میوزیم، نئی دہلی

شکل نمبر شمار 2.8 ویک پیڈیا

موضوع 3

شکل نمبر شمار 3.1، 3.10 آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا

شکل نمبر شمار 3.3، 3.4، 3.5، 3.6، 3.7، 3.8، 3.9، نیشنل میوزیم، نئی دہلی

موضوع 4

شکل نمبر شمار 4.1، 4.5، 4.8، 4.9، 4.12، 4.14، 4.15، 4.16، 4.17، 4.18،

4.19، 4.21، 4.22، 4.23، 4.24، 4.25، 4.26، 4.27، 4.29، 4.31، شکل نمبر

شمار 4.32 اور 4.33 مشق میں۔

امریکن انسٹی ٹیوٹ آف انڈین اسٹڈیز گڑگاؤں

شکل نمبر شمار 4.2 ویک پیڈیا

شکل نمبر شمار 4.3، 4.11، 4.28، 4.30

سینٹر فار کلچرل ریسورسز اینڈ ٹریٹنگ — نئی دہلی

شکل نمبر شمار 4.4، 4.6، 4.7، 4.20، نیشنل میوزیم — نئی دہلی